سید حسن عباس

مختار الدین احمد کے خطوط میرے نام

(۱)

باسمہ

(علی گڑھ)

۷/۶/۹۴ء

مکرمی دکتر سید حسن عباس صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۱۱/مئی ملا۔ آپ کا تفصیلی خط پڑھ کر بہت مسرور ہوا۔ سب سے پہلے تو ڈاکٹریٹ تفویض ہونے پر دلی تہنیت قبول فرمائیے۔ موضوع آپ نے بہت اچھا انتخاب کیا ہے[۱] کوشش کیجیے کہ ایران میں آپ کی اقامت کے دوران اس کی اشاعت کا انتظام ہو جائے۔[۲] ہندستان میں طباعت و اشاعت کے وہ وسائل نہیں جو ایران میں ہیں۔ وہاں کتاب خوبصورت چھپے گی، زیادہ تعداد میں چھپے گی اور اشاعت پذیر ہو کر جلد شائقین تک پہنچ جائے گی۔

غلام علی آزاد بلگرامی سے میری دل چسپی قدیم ہے۔ ۱۹۵۶ء میں آکسفورڈ سے واپس آ کر ریسرچ کے پہلے اسکالر سے میں نے ''سبحۃ المرجان فی آثار ھندستان'' اڈٹ کرائی اور ایک تفصیلی مقدمہ لکھوایا۔[۳] مجھے معلوم ہوتا کہ آپ آزاد بلگرامی پر کام کر رہے ہیں تو یہ کتاب بھجوا دیتا۔ اس کا بھی امکان ہے کہ یہ کتاب ایران میں آپ کو مل گئی ہو۔ ہمارے یہ طالب علم مولوی فضل الرحمٰن تھے۔ آپ کے سیوان کے رہنے والے اور ندوہ کے تعلیم یافتہ۔ ادارہ علوم اسلامیہ میں اب ریڈر کی حیثیت سے کام کر رہے تھے، ابھی کئی ماہ پہلے افسوس ہے وہ رحلت کر گئے۔ انھوں نے آزاد کی بعض تصانیف پر مضامین بھی لکھے تھے میرے شوق دلانے پر اور میں نے انھیں اپنے علمی و تحقیقی رسالے مجلہ علوم اسلامیہ میں شائع کر دیے تھے۔[۴]

بہت خوشی ہوئی کہ ایران سے آپ میری مطلوبہ کتابیں بھیجنے کا انتظام کر رہے ہیں یہ تقریباً سب ریفرنس کی کتابیں ہیں جن کا حصول میرے لیے بہت ضروری ہے۔ خدا آپ کو جزائے خیر دے کہ اس کام کا انصرام آپ کر رہے ہیں۔ تعجب نہیں اب تک آپ نے کتابیں پوسٹ کرنی شروع کر دی ہوں۔ خط کتابت و ترسیل کتب و رسائل میں پتا انگریزی میں اور صرف انگریزی میں لکھا کیجیے۔ ایک بار شائد عارف نوشاہی صاحب ہی کے دور ادارت میں دفتر والوں نے 'دانش' کے ایک پیکٹ پر مکمل پتا اردو میں لکھ کر بھیجا۔ یہاں کے ڈاک گھر کے لوگوں نے پیکٹ، مرسل کو واپس کر دیا ہندی میں یہ لکھا کر کہ پتا پڑھا نہیں جا سکا۔

محیط طباطبائی مرحوم پر جو کچھ بھی چھپا ہو براہ کرم بھیجیے۔ رسالے نہ مل سکیں تو ان کی زیروکس کاپی، تصانیف و مقالات کی فہرست، تصویر اور عربی/فارسی شعر کا انتخاب۔ ان کی کتاب 'خیام' ضرور بھیجیے۔[۵] یہاں شاید کسی کو اس کتاب کا علم نہیں۔ ان پر

ایک مضمون لکھ کران کے علم وفضل کا تو نہیں تو[کذا] ان کی علم دوستی کا کچھ حق ادا کرنا چاہتا ہوں۔ وہ عربی کے بھی متجر عالم تھے۔ معلوم نہیں انھوں نے عربی میں بھی کچھ تصانیف اپنی یادگار چھوڑی ہیں یا نہیں۔

کتب خانہ کلّی کے عربی مخطوطات کی فہرست تو بڑے کام کی چیز ہوگی۔ لیکن موجودہ وسائل میں اگر مطلوبہ کتابیں ہی آ جائیں تو غنیمت سمجھوں گا۔ ڈاک کے اخراجات بھی بڑھ گئے ہیں۔

مجھے نہیں معلوم آقای سید احمد حسینی حکومت کے کس شعبے سے تعلق رکھتے ہیں وہ میرے بہت لائق شاگردوں میں ہیں۔ عارف صاحب سے مشورہ کیجیے اگر وہ ترسیل کتب میں کچھ مدد کر سکیں تو ان سے مدد لینے میں حرج نہیں۔

میرا ایک مضمون والد ماجد ملک العلما فاضل بہادر مولانا ظفر الدین قادریؒ پر 'حیات ملک العلما' کے عنوان سے ایک رسالے کی شکل میں لاہور سے شائع ہوا ہے۔ مضمون بھیجنے سے مراد وہی مضمون ہوگا۔ یاد تو آتا ہے کہ اس کے دو نسخے آپ کے لیے اور عارف نوشاہی صاحب کے لیے ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کے حوالے کیا تھا[کیے تھے] یا تو وہ لے جانا بھول گئے یا میں ان تک پہنچا نہیں سکا۔ مقصود یہ تھا کہ اس کا ترجمۂ فارسی کسی ایرانی رسالے میں آپ لوگ شائع کرا دیں اور کسی دائرۃ المعارف میں اپنے نام سے ایک نوٹ لکھ کر دفتر میں دے دیں کہ جب 'ظ' کی باری آئے تو یہ مضمون شائع ہو جائے۔

آپ جلد ہندستان واپس آنا چاہتے ہیں۔ ایران میں رہتے بہت دن ہو گئے ہوں گے۔ اس لیے وطن کی یاد کا آنا ایک فطری امر ہے۔ خدا کرے یہاں کسی جامعہ [یا] ادارے میں آپ کی پسند کی کوئی ملازمت مل جائے۔ آپ کی استعداد اور اسناد ایسے ہیں کہ حصول ملازمت میں کوئی دقت نہیں ہونی چاہیے لیکن اس ملک کے حالات نوشاہی صاحب کے ملک سے کچھ زیادہ مختلف نہیں اور وہاں کے حالات کا آپ کو علم ہوگا۔ یہاں کے حالات اس لحاظ سے بہتر ہیں کہ جتنی جامعات میں یہاں جس تعداد میں طلبا فارسی پڑھتے ہیں اور اسکالرز ریسرچ کرتے ہیں۔ وہاں ممکن نہیں۔ پھر ہندستان میں فارسی کے جتنے فضلا موجود ہیں، جن کی شہرت کی گونج ایران اور دوسرے ملکوں میں پہنچتی رہتی ہے، شاید پاکستان میں نہیں۔

آپ کے لیے آسانی تو ادارہ تحقیقات عربی و فارسی پٹنہ اور جامعۂ پٹنہ کے شعبۂ فارسی میں رہنے میں ہوگی کہ جب چاہا وطن چلے گئے۔ کتب خانہ خدا بخش سے استفادہ کی سہولت بھی حاصل ہوگی۔ لیکن ادارہ اب غیر علمی ادارہ ہے اور جامعۂ پٹنہ میں بھی آپ گھٹن محسوس کریں گے۔ فوری طور پر ملازمت نہ ملنے کی شکل میں کتب خانہ خدا بخش کی فیلوشپ غنیمت ہے۔ بنارس، الہ آباد، کلکتہ میں بھی شاید آپ کی دلچسپی کا سامان نہ ہو۔ لکھنو، علی گڑھ اور دہلی بہتر جگہ ثابت ہوگی خاص طور پر دہلی میں نہرو یونیورسٹی جہاں ڈاکٹر عبدالودود اظہر پروفیسر ہیں۔ ویسے جامعہ تو نہیں دہلی یونیورسٹی بھی اچھی یونیورسٹی ہے۔ وہاں اس وقت شعبے کے سربراہ شریف الحسن قاسمی [؟] ہیں جو بہت لائق اور خلیق آدمی ہیں اور علمی خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں۔ شہر دہلی کو میں اس لیے اہمیت دیتا ہوں کہ وہاں ایرانی سفارت خانہ ہے اور آپ کی دلچسپیوں کے دوسرے مراکز بھی۔ پروفیسر سید امیر حسن عابدی بھی دہلی میں مقیم ہیں اور ان کے [کا] جامعات اور حکومت کے بعض اداروں پر بہت اچھا اثر ہے۔ یہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کے دوستوں میں ہیں۔ میں بھی ان سے کہوں گا۔ دعا ہے کہ آپ جب یہاں آئیں تو کوئی مناسب اور اچھی جگہ آپ کو مل جائے۔

ہاں میں سیوان سے اچھی طرح اور کچھ گوپال پور سے بھی واقف ہوں۔ سید خاندان کے عباس نام کے ایک دوست جن کا تخلص بھول رہا ہوں مدرسہ عباسیہ اور مدرسۂ سلیمانیہ کے مشاعروں میں شریک ہوتے تھے۔ گورے، گداز جسم کے آدمی، غالباً

مولانا مصطفیٰ جوہر کے شاگردوں میں تھے۔ آخری ملاقات بہت دن ہوئے لکھنو کے ایک امام باڑے میں ہوئی تھی۔ وہ پٹنہ میں ہی غالباً مقیم ہیں۔ یے سید ارتضی ہوش عظیم آبادی ۸ سے بھی ان کے تعلقات تھے۔

سید اختر حسین اختر عظیم آبادی جو بعد کو سروش تخلص کرتے تھے، میرے ہم سبق اور مخلص دوست تھے۔ ان کے ادبی ذوق سے میں خاصا مستفید ہوا۔ کبھی کبھی ان سے مشورۂ سخن بھی کرتا تھا یہ اور سید اعجاز حسین مدرسہ سلیمانیہ میں استاد تھے۔ مدرسہ سلیمانیہ کی پشت پر چوالال کے پھاٹک میں رہتے تھے۔ میرا ان کے یہاں بہت آنا جانا تھا۔ متقاعد ہونے کے بعد بعض خاندانی آویزشوں سے بچنے کے لیے وہ اپنی دوسری منکوحہ کے ساتھ گوپال پور چلے گئے تھے اور وہیں انھوں نے وفات پائی۔ اگر ایسا ہے تو آپ ضرور ان سے واقف ہوں گے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ گوپال پور نہیں گوپال گنج چلے گئے ہوں اور میرا حافظہ دھوکا دے رہا ہو۔ بہار میں غالباً گوپال پور نہیں گوپال گنج بھی ایک مقام ۹ ہے۔ کتاب الفہرست والے رضا تجدّد کے صاحبزادے میرے جرمنی کے قیام کے زمانے میں بون یونیورسٹی میں پڑھتے تھے۔ یہ کچھ نمایاں ہوئے؟ مہدی محقق صاحب سے ملاقات ہو تو میرا سلام کہیے۔ وہ بہت یاد آتے ہیں۔ پچھلے سال میں عمان/اردن نہ جاسکا ورنہ ان سے ملاقات ہوتی۔ امید ہے جواب جلد دیں گے اور کوائف سے مطلع کریں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

(۲)

باسمہ

علی گڑھ

۲/جولائی ۱۹۹۴ء

مکرمی وعزیزی السلام علیکم

۷/جون کو ایک ہوائی خط بھیجا ہے ملا ہوگا۔ یہ آپ کے پہلے خط مورخہ ۱۱/۵ کے جواب میں تھا۔ آپ کا دوسرا خط مورخہ ۵/جون یہاں ۱۸ کو پہنچا جس سے آپ نے مطلوبہ کتابیں بھیجنے کی بشارت دی تھی۔ ۲۷/جون کو وہ پارسل کتابوں کا بھی مل گیا۔ پیکنگ اچھی تھی اس لیے کتابیں اچھی حالت میں پہنچیں۔ یہ دائرۃ المعارف بزرگ (اسلامی) کی دوسری، تیسری، چوتھی اور پانچویں جلدیں تھیں اور دانشنامۂ جان کے دو کراسے۔ بہت مسرور ہوا اور آپ کا بہت ممنون کہ آپ نے میرے لیے اس قدر زحمت اٹھائی۔ جلد اوّل پیدا کیجیے ورنہ میرا سیٹ ناقص رہے گا۔ شاید کسی کتب فروش کے یہاں مل جائے۔ ڈاکٹر۔۔۔۔ سے بھی بات کیجیے وہ میرے پرانے کرم فرما ہیں شاید وہ کوئی صورت اس کے حصول کی نکالیں۔ ورنہ بدرجۂ مجبوری دوسرا ایڈیشن خرید لیجیے۔ اگرچہ اس کی قیمت زیادہ ہے۔ دائرۃ المعارف بزرگ کے عربی ترجمے کے مجلات اب بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں دائرۃ المعارف تشیع بھیج دیجیے۔ اور ہندستان واپسی تک مذکورۂ بالا دونوں دائرۃ المعارف کے جو مجلدات چھپ جائیں وہ اپنی موجودگی میں روانہ کردیجیے۔

اساتذۂ فارسی تو واپس ہو چکے ہوں گے۔ سنا ہے کہ علی گڑھ کے دونوں مندوبین واپس آ گئے ہیں۔ یہ اگر اپنے ساتھ کتابیں لاتے تو اب تک مجھ تک پہنچا دیتے ان کا ہوائی سفر ہوگا اور پھر یہ دونوں اپنی کتابوں اور سامان سے خود لدے

پھندے ہوں گے ہمارے لیے کتابیں کہاں لاتے۔ کسی اور کے ذریعہ اگر آپ نے بھیجی ہیں تو ان کے نام ضرور لکھیے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ ڈاک سے بھیجنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

'مونس الارواح' کا جو نسخہ پنجاب یونیورسٹی میں ہے اسے حاصل کیجیے۔ طبع دہلی پر بھروسا نہ کیجیے۔ اگر مجددی صاحب سے حاصل نہ ہوں [ہو] تو مندرجہ ذیل اصحاب میں سے کسی کو لکھیے۔ اس پیش کش کے ساتھ کہ اگر مطبوعات ایران میں کسی کتاب کی ضرورت ہو تو میں بھیج سکتا ہوں۔

۱۔ پروفیسر محمد اسلم N-۹۵ سمن آباد، لاہور۔

۲۔ مشفق خواجہ D-3, 9/26 Nazimabad، کراچی 74608۔

ابوالخیر اکیڈمی والے ایڈیشن کا مطالعہ بھی آپ کے لیے ضروری ہے۔ علی گڑھ کے کتب فروشوں کے یہاں تو نہیں ملی۔ دہلی میں ایک صاحب کو لکھا ہے وہ تلاش نہ کر سکے تو ڈاکٹر نثار احمد فاروقی کو تکلیف دوں گا۔

میرے مقالہ 'جہاں آرا کی موجودہ تحریریں' مطبوعہ مجلہ علوم اسلامیہ کا کوئی آف پرنٹ باقی نہیں بچا۔ اس کے زیروکس کاپی آپ کے لیے بنوائی ہے۔ ہفتے عشرے میں اگر مونس الارواح آ گئی تو اس کے ساتھ ورنہ فی الحال مضمون کا عکس بھیج دوں گا۔ اسے شائع ایران ہی میں کرانا بہتر ہے۔ آپ وہاں کب تک ہیں؟

ہندستان کی کسی جامعہ میں تقرر کے امکانات کے بارے میں پچھلے خط میں تفصیل سے آپ کو اور ڈاکٹر عارف نوشاہی کو لکھ چکا ہوں۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب سے بھی بات ہوئی تھی۔ وہ بھی دہلی، علی گڑھ کی جامعات میں چاہتے ہیں کہ آپ کا تقرر ہو جائے۔ ڈاکٹر عابدی صاحب سے بات کروں گا۔ اللہ نے چاہا تو کوئی شکل کامیابی کی نکل آئے گی۔

محیط طباطبائی مرحوم کے بارے میں، بہت زیادہ زحمت نہ اٹھایئے۔ جو کچھ آسانی سے مل جائے تو بھیج دیجیے، کچھ اشعار کا انتخاب کافی ہے۔ ان کی تصویر اور تحریر کا عکس مل جائے تو کیا خوب ہو۔ ہاں فہرست کتب و مقالات بھی مطلوب ہے۔ مرحوم کی خیام والی کتاب بھی ساتھ ہی بھیجیے۔ کتب خانہ ملی کے عربی مخطوطات کی کیا بارہ جلدیں اب تک چھپ چکی ہیں۔ قیمت کیا ہے۔ جلد ۱۲ کے مندرجات کیا ہیں، قیمت؟ جاننا چاہتا تھا کہ بحری ڈاک سے پارسل یہاں کتنے دنوں میں پہنچتا ہے۔ آپ کے مرسلہ دو اور پیکٹ یہاں ۲۷ رکو موصول ہوئے تھے۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کب روانہ ہوئے تھے۔

ریال اور تومان کی ہندستانی سکے میں آج کل کیا قیمت ہے؟

ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب کو سلام کہیے۔ کیا حرج ہے اگر کبھی کبھی وہ ایک آدھ خط تحریر کر دیا کریں۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب خود تو بحمدہ بخیر ہیں لیکن اپنی بیگم کی علالت کی وجہ سے کچھ پریشان ہیں۔ خدا انھیں جلد صحت دے۔ لیکن اس پریشانی میں بھی ان کے مضامین لکھنے کی تعداد میں کوئی کمی نہیں آئی۔ اللہم زد فزد۔ امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے اور بدستور علمی کاموں میں مصروف۔ والسلام

مختار الدین احمد

☆ یہ خط تہران کے پتے پر ملا تھا۔

(۳)

باسمہ

علی گڑھ

۴/۷/۹۴ء

مکرمی ڈاکٹر سید حسن عباس صاحب   السلام علیکم

(خط) مورخہ ۲۳/ جون، مظاہر صاحب ۲/ جولائی کی سہ پہر کو دے گئے۔ دائرۃ المعارف تشیع کی دوسری جلد بھی اور عارف نوشاہی کی تازہ تصنیف بھی۔ اسی دن دو پہر کی ڈاک سے آپ لوگوں کے نام خطوط روانہ کیے تھے جواب ملے ہوں گے۔ دانشنامہ جان اسلام کی دو جلدوں اور دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی کی چار جلدوں کی رسید بھیج چکا ہوں۔ اب اس کی جلد اول کہیں سے پیدا کیجیے کہ میرا سیٹ مکمل ہو جائے۔ آپ نے کسی خط میں لکھا تھا کہ آپ پہلے اڈیشن کی تلاش میں ہیں دوسرا اڈیشن گراں ہے۔ لیکن اگر وہ نہ ملے تو دوسرا ہی اڈیشن خرید لیجیے۔ اس کی قیمت اور اجرت برید کس طرح ادا ہو یہ بھی لکھیے۔ اگر وہاں جانے والا کوئی مل گیا تو قیمت آپ کو وہاں مل جائے گی ورنہ یہاں علی گڑھ میں جیسا کہ مظاہر صاحب نے بتایا آپ کے ایک عزیز پڑھتے ہیں ان کے حوالے کی جا سکتی ہے اور آپ کے عزیزوں کو گوپال پور سے [کذا] بھی بآسانی بھیجی جا سکتی ہے۔ صرف یہ معلوم ہو جائے کہ ہندستانی سکوں میں کتاب کی قیمت کیا ہے اور محصول اس پر کس قدر خرچ ہوا۔

خوشی ہوئی کہ آپ نے اپنا مقالۂ علمیہ ایرج افشار صاحب کو اشاعت کے لیے دے دیا ہے۔ وہاں جلد چھپے گا، اچھا چھپے گا اور تمام فارسی دنیا میں پھیل جائے گا۔

جذب صاحب سے آپ بہت اچھی طرح واقف نکلے۔ لکھنؤ کسی کو لکھ کر 'قصائد جذب' کا ایک نسخہ بھجوائیے یا آپ ناشر کا نام اور پتا لکھیں۔ میرے متعدد احباب لکھنؤ میں ایسے ہیں جو کتاب حاصل کر کے مجھے بھیج دیں گے مثلاً نیر مسعود، کاظم علی خاں، اکبر حیدری کشمیری اور ڈاکٹر سلیمان حسین۔ موخر الذکر کے خط کا جواب تو میں نے کل ہی لکھا ہے۔ ڈاکٹر امام مرتضیٰ نقوی صاحب کا مضمون میں نے پڑھا تھا لیکن محفوظ نہ رکھ سکا۔ اس کا عکس حاصل کر لوں گا۔ ان کا دیوان مرتب کر کے شائع کرنے کا خیال بہت اچھا ہے۔ بہار اردو اکیڈیمی کی مالی حالت آجکل بہت سقیم ہے ممکن ہے اتر پردیش اردو اکیڈیمی یا فخر الدین علی احمد میموریل کمیٹی لکھنؤ سے مالی تعاون آپ کو مل جائے لیکن یہ بھی صرف امکان ہے اور امکان میں وجود و عدم دونوں کے پلڑے برابر کے ہوتے ہیں۔

محیط طباطبائی کی تالیفات و نگارشات کا خیال رہے۔ آپ کی مطلوبہ کتاب دہلی سے آ جائے تو جہاں آرا والے مضمون کے عکس کے ساتھ روانہ کر دوں۔ مضمون نسبۃً طویل ہے عکوس بھی ہیں۔ زیر دکس کاپی کچھ دبیز کاغذ پر بن گئی ہے لیکن واضح ہے۔ پیکٹ کتاب اور عکس کا کوئی ایک مہینے میں پہنچے گا۔ آپ وہاں کب تک ہیں؟ غالباً تین چار ماہ آپ ابھی وہاں ہیں۔ خدا کرے آپ کی موجودگی میں ایرج افشار مقالے کی کمپوزنگ شروع کرا دیں۔

والد صاحب علیہ الرحمہ پر ایک مضمون جو کتابچے کی شکل میں لاہور سے شائع ہوا ہے ۲ بھیجوں گا۔ اس کے دو مقصد ہیں ایک تو یہ کہ آپ اور عارف نوشاہی صاحب اسے فارسی میں ترجمہ کر کے وہاں کسی رسالے میں چھپوا دیں۔ دوسرا یہ کہ اس کا مختصر خلاصہ دائرۃ المعارف میں دے دیں۔

آپ کے ترجمے کے لیے ایک دو مضمون اور نکالوں گا۔ ان میں سے ایک مختصر سا مضمون ایک فارسی تذکرے 'تذکرۂ خرابات' پر ہے جس کا مطالعہ میں نے جرمنی کے ایک کتابخانے میں کیا تھا۔ یہ جہاں آرا والا مضمون اور جہانگیر کے کتب خانے کے کچھ مخطوطات بھی وہاں شائع کرنے کے لائق ہے۔ میں چاہتا تھا ایسی تحریریں جن سے ایرانیوں کو کچھ دلچسپی ہوسکتی ہے وہاں شائع ہوجائے [جائیں] کہ وہاں کے ارباب علم جنھیں ایسے موضوعات سے دلچسپی ہے، واقف ہوجائیں۔

بہر حال ترجمہ کرنا پہلا قدم ہے، اشاعت اگر وہاں نہیں تو یہاں بھی ہوسکتی ہے۔ یہاں ایرانی سفارت خانے سے بھی ایک رسالہ شائع ہونا شروع ہوا ہے اور اسلام آباد سے 'دانش' نکل رہا ہے۔ لیکن ظاہر ہے ان کے نسخے وہاں کم پہنچتے ہوں گے۔ اس لیے میں ایران کے کسی رسالے کو ترجیح دیتا ہوں۔ آپ کی بھی شاید یہی رائے ہو۔ امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(مکرر): جہاں گیر کے کتاب خانے کی کچھ قلمی کتابوں پر جو مضمون مجلہ علوم اسلامیہ میں چھپا ہے کیا آپ کے پاس موجود ہے۔ فرہنگ زبان و ادب فارسی والے ادارے میں مجلہ کے سارے مجلدات ہونے چاہییں۔ اتفاق سے یونیورسٹی کے پبلی کیشنز ڈیویژن میں ابھی مکمل فائل موجود ہیں اور مجلۃ المجمع العلمی الھندی کے بھی۔ قیمت بھی بہت کم ہے۔ وہاں سے طلب کرسکتا ہے۔ [کیے جاسکتے ہیں] منیجر پبلی کیشنز ڈویژن مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کو لکھا جاسکتا ہے۔

☆ یہ خط تہران کے پتے پر لکھا گیا تھا۔

(۴)

باسمہ

علی گڑھ

۲۶/۸/۹۴ء

مکرمی و عزیزی حسن عباس صاحب السلام علیکم

آپ کے ذمے دو خطوں کے جواب باقی ہیں۔ اس لیے مختصر طور پر چند امور پر اکتفا کرتا ہوں۔

میں نے ڈاکٹر منظر امام کو خط لکھا تھا۔ ادائرۃ المعارف تشیع جلد ا، (۲۰) جولائی کو ملی۔ انھیں ۲۱ کو رسید بھیج دی اور شکریہ ادا کیا۔ محصول پر -/16 خرچ ہوئے تھے وہ میں نے ۲۲ کو منی آرڈر کے ذریعے بھیج دیے۔ ان کی یا ڈاک گھر کی رسید نہیں آئی۔ جس سے تردد ہوا۔ اب پھر انھیں ۲۴ ماہ رواں کو خط لکھا ہے اور منی آرڈر کی رسید جو مجھے ملی ہے اس کا نمبر بھیج دیا ہے کہ رقم نہ ملنے کی سلسلے میں ڈاک گھر والوں سے پوچھ گچھ کریں۔

۲/ ۲۵راگست کو یعنی کل آپ کا مرسلہ ہوائی پیکٹ ملا۔ رسالہ الحسین کا پہلا شمارہ اور انگریزی میں ایران کا تورسٹ گائڈ موصول ہوا۔ پیکٹ ۱۸ کو روانہ ہوا تھا ۲۵ کو پہنچ گیا۔ الحسین، دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ ایرانی، مذہبی لٹریچر کی نشر اور اشاعت میں کس درجہ مصروف ہیں۔ گائڈ پڑھ کر خیال [خیالوں میں] میں نے پورے ایران کی سیر کرلی۔ افسوس کہ تقریباً آدھی دنیا دیکھ لی لیکن ایران نہیں دیکھ سکا۔ آپ کی اور عارف نوشاہی صاحب کی موجودگی میں آتا تو کتب خانوں کی بھی خوب سیر کرتا۔

سید محمود اسد اللٰہی میری نگرانی میں المقریزی کی کتاب المقفی پر علی گڑھ میں کام کر رہے تھے۔ ہمیشہ کہتے آپ ایران

ضرور آیئے۔ ایک بار آئے تو اصرار کر کے میرے لیے اور بیگم صاحب کے لیے ایران آمد و رفت کے دو ہوائی ٹکٹ اور فوری اخراجات کے لیے دو دو سو تومان پیش کیے۔ میں نے بہت انکار کیا لیکن ایرانی حضرات کے اصرار کو آپ جانتے ہیں۔ ان کا دل رکھنے کے لیے میں نے ٹکٹ رکھ لیے۔ جب وہ شغوی امتحان کے لیے آخری بار آئے تو میں نے ان کی بہت شاندار دعوت کی اور ٹکٹ اور رقم یہ کہہ کر واپس کر دی کہ ایران آؤں گا اور اپنے خرچ پر یا کسی کانفرنس میں شرکت کے لیے آیا تو مشہد ضرور آؤں گا۔ وہ مشکل سے راضی ہوئے۔ یہ آج سے ۱۸۔۲۰ سال پہلے کی بات ہے۔ جب سیر و سفر میں لطف آتا تھا۔ اب غالب کا مصرعہ پڑھتا ہوں:

ہوس سیر و تماشا ہے سو وہ کم ہے ہم کو

یہ خط یہاں تک لکھا تھا کہ شام کی ڈاک سے آپ کا مکرمت نامہ مورخہ ۴ راگست موصول ہوا۔ آپ کا تفصیلی خط پڑھ کر مسرت ہوئی اور آپ کے کوائف سے مطلع ہوا۔ آپ کا تفصیلی خط تضییع اوقات کا باعث ہرگز نہیں ہوتا۔ میں بہت شوق سے پڑھتا ہوں۔

۱ر علی امیر صاحب نے طباطبائی کی تالیفات نہیں پہنچائیں۔ آپ نے ان کا پتا لکھا ہوتا تو انھیں متوجہ کرتا۔

۲ر مونس الارواح کے نسخۂ لاہور کا عکس ضرور منگوایئے مجددی صاحب سے۔ خواجہ صاحب ان معاملات میں زیادہ مستعد ہیں۔

۳ر جہاں آرا کی تحریرات پر مضمون کا عکس بنوالیا تھا لیکن اچھا نہیں بنا اس لیے آف پرنٹ کا اپنا نسخہ بھیج رہا ہوں۔ آپ عکس بھی شائع کریں تو اس نسخے سے صاف اور واضح عکس بنے گا۔ اور تحریرات بھی جمع کر لی تھیں۔ صرف مونس الارواح طبع دہلی کا انتظار تھا۔ یہ اب پہنچا ہے۔ پیکٹ بنوا کر ڈاک گھر بھیجا لیکن وہاں کے لوگ اسے آج قبول نہیں کر سکے۔ اب پیکٹ کل کسی اور ڈاک گھر سے بھجواؤں گا۔ فارسی مضامین کے تراجم آپ اور نوشاہی صاحب کر لیں اور مختلف مجلات میں شائع کرا دیں، عکس کے ساتھ۔

۴ر آپ یہاں آ کر مراثی والا مقالہ جلد نظر ثانی کے بعد تیار کر لیں۔ اس کی اشاعت کا انتظام انشاء اللہ ہو جائے گا۔ اتر پردیش اردو اکیڈمی یا فخر الدین علی احمد کمیٹی لکھنو سے۔

۵ر احمد منزوی کی فہرست کے انداز کی فہرستوں کی یہاں بہت ضرورت ہے لیکن وہاں کی بات اور ہے۔ یہاں وہ حالات نہیں۔ پھر بھی اردو کی فہرست مطبوعات ضرور یہاں آ کر مرتب کریں۔ انجمن یا کسی اور ادارے کو تو دلچسپی نہیں لیکن کتب خانہ خدا بخش کو ضرور دلچسپی ہوگی۔ بیدار صاحب بہت فعال اور علم دوست آدمی ہیں۔ اگر آپ نے انھیں متاثر کر لیا تو کوئی فیلو شپ وہاں مل سکتی ہے اور وہیں کے کتب خانے کی کتابوں سے آپ کام شروع کر سکتے ہیں۔ آپ علی گڑھ آئے تو یہاں ام فل۔ پی اچ۔ ڈی کے مقالات کی توضیحی فہرست بھی بنا سکتے ہیں۔ یہاں ڈاکٹر نذیر احمد صاحب بھی کوشش کریں گے اور دہلی میں عابدی صاحب، قاسمی صاحب اور اظہر صاحب بھی آپ کی مدد کریں گے۔ آپ کا بایو ڈاٹا دیکھا۔ یہ بہت متاثر کرنے والا ہے۔ خدا کرے آپ کے لیے جلد کوئی اچھا انتظام ہو جائے۔

۶ر خدا کرے ایرج افشار آپ کا مقالہ جلد چھاپ دیں۔ تشیع کی جلد سوم اور دانشنامہ کے تیسرے حصے کے ساتھ دائرۃ المعارف جلد اول کا انتظار رہے گا۔ وہاں سے بعض دینی رسالے تو آتے ہیں۔ موقع ہو تو عربی فارسی کے ادبی رسالے بھی کبھی بھجوایئے۔ 'کتابخانہ ابن طاوس' کی کچھ تفصیل لکھیے۔

۷/احمد معمار (تاج محل) پر آپ کے یہاں کے کسی دائرۃ المعارف میں کچھ چھپا ہو یا کسی رسالے میں اس پر، اس کے خاندان پر کچھ شائع ہوا ہو تو اس کا عکس بھیج دیجیے۔ عارف نوشاہی صاحب کو بھی متوجہ کیجیے۔ شیخ لطف اللہ ولد محمد احمد معمار کے رسالۂ ہیئت کے نسخوں کی تلاش میں ہوں اور حبیب اللہ بنا المشہور بہ گل کار ولد حضرت محمد رضا ابن میر محمد معمار وزیر آبادی پنجابی، کے حالات جاننا چاہتا ہوں۔ اس کا ایک فارسی رسالہ ''دربیان دانستن گل کاری ومعماری'' مجھے ملا ہے۔

یہ مختصر رقعہ بھی پورا خط ہو گیا۔ خدا کرے آپ دونوں اسے پڑھ سکیں۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب بخیر ہیں۔ آج صبح ان کا فون آیا تھا۔ والسلام

مختار الدین احمد

☆ یہ خط تہران کے پتے پر ملا تھا۔

(۵)

باسمہ

(علی گڑھ)

۹۴/۹/۱۹ء

مکرمی ڈاکٹر سید حسن عباس صاحب السلام علیکم

ایک رجسٹرڈ پیکٹ ۱۵/اگست کو روانہ کیا ہے ملا ہوگا یا آج کل میں ملنے والا ہوگا۔ رسید کا انتظار ہے۔

رسالہ 'الحسین' ملا تھا شکریہ۔ ''تراشنا'' میرے پاس آتا ہے۔ دوسری ادبی وتاریخی عربی وفارسی رسالوں کا خیال رکھیے گا۔

آپ کے ڈاکٹر سید علی امیر صاحب نے تو اب تک پیکٹ نہیں بھجوایا۔ معلوم نہیں آپ نے آقای طباطبائی کی کوئی کتاب بھی بھیجی تھی یا صرف اخبارات کے تراشے وغیرہ تھے۔ خدا کرے آپ نے ان کے ساتھ کتاب نہ بھیجی ہو ورنہ اس کا بھی وہی حال ہوتا جو مرسلہ پیکٹ کا ہوا ہے۔

سید مرتضی حسین بلگرامی (کورتھ۔ بہار) نے خود ان سے بات کی۔ انھوں نے انکار کیا کہ ان کے پاس نہ کوئی خط ہے نہ پیکٹ۔ اب آپ کا جب دوسرا خط آیا جس میں آپ نے ان کا پتا اور ٹیلی فون نمبر لکھا ہے اور اس بات کی اطلاع کہ پیکٹ آپ نے انھیں دیا تھا کہ مجھ تک پہنچا دیں۔ میں نے آپ کے دونوں خط اور آپ کا بایو ڈیٹا جس پر آپ کی تصویر ہے انھیں بھجوائی ہے کہ تصویر دیکھ کر شاید انھیں یاد آ جائے کہ وہ تہران میں کس ڈاکٹر سید حسن عباس سے ملے تھے اور انھوں نے کوئی لفافہ/پیکٹ ان کے ذریعہ بھجوایا تھا پانچ دن ہو گئے ان سے ملاقات نہیں ہوئی۔ گھر پر میرے ایک دوست جاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے میڈیکل کالج میں ہیں، وہاں جاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ گھر گئے۔ وہ کل کی شب ہسپتال جا کر ملنے والے تھے کہ اس وقت وہ وہاں رہتے ہیں لیکن نہ میرے دوست کل آئے اور نہ آج ۲ بجے دن تک۔ اس کا مطلب ہے کہ ملاقات نہیں ہوئی یا کامیابی نہیں ہوئی۔ اب آپ انھیں لکھیں تو کام بنے۔ معلوم ہوتا ہے پیکٹ وہ ایران میں ہی ہوٹل یا اپنے مستقر پر چھوڑ کر چلے آئے۔ کیا آپ نے یہ چیز انھیں خود جا کر دی تھی یا کسی کے ہاتھ بھجوایا تھا؟ [بھجوائی تھی]

ڈاکٹر آقای نوشاہی سے کہیے کہ آقای محمود اسد اللہی کا پتا مل گیا ہے۔ وہ لفاف اسی طرح ایک نوٹ لکھ کر دوسرے لفاف میں رکھ بھیج دیں۔ ان کا پتا یہ ہے:

استاد دانشکدۂ ادبیات و علوم انسانی، مشہد، پروفیسر ڈاکٹر سید محمود اسد اللہی

ایک ضروری بات یہ کہ ڈاکٹر سید احمد حسینی سنا ہے بکار سرکار دہلی کے سفارت خانے میں آنے والے ہیں اور غالباً سال دو سال رہیں گے۔ ان سے صورت حال عارف صاحب معلوم کریں۔ آنے والے ہوں تو تاریخ معلوم کر لیں اور یہ کہ میرے لیے وہ کتابیں دیں گے وہ لیتے آئیں۔ وہ سفارت خانے سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے ان کے لیے بڑے سے بڑا پیکٹ لانے میں مشکل نہ ہوگی۔ عارف صاحب نے دو تین اہم کتابوں کا ذکر کیا ہے لیکن اس کے حجم اور وزن کی وجہ سے متردد ہیں۔ اگر حسینی کے آنے کی خبر صحیح ہے تو کتابیں آسانی سے اور جلد پہنچ جائیں گی۔ وہ میرے بڑے عزیز اور سعادت مند شاگرد ہیں۔ کتابیں تو وہ ایران سے میرے لیے نہیں لائے لیکن وہ اور ان کی خانم چلغوزے اور ایرانی خشک میوے لاتے رہتے ہیں اس سال میووں کی جگہ وہ میرے لیے کتابیں ہی لے آئیں۔

ڈاک کا وقت نکل رہا ہے اس لیے یہ خط اب لفاف میں ڈالتا ہوں اور ڈاک گھر بھیج رہا ہوں۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

☆ یہ خط تہران کے پتے پر ملا تھا۔

(٦)

باسمہ

علی گڑھ

۹۴/۱۱/۴ء

مکرمی ڈاکٹر سیّد حسن عباس صاحب السلام علیکم

آپ کا خط مورخہ ۴؍اگست کو ملا تھا۔ اس کا جواب اسی دن دے دیا تھا۔ پھر آپ کا کوئی خط موصول نہیں ہوا اور نہ عارف نوشاہی صاحب کا کوئی خط آیا جس سے آپ لوگوں کی خیر و عافیت معلوم ہوتی۔

آپ کا مرسلہ پیکٹ مورخہ ۲۵ ستمبر یہاں ۷؍اکتوبر کو موصول ہوا۔ اس میں دائرۃ المعارف تشیع کی جلد سوم اور دانشنامۂ جہان اسلام کی ایک جلد مشتمل بہ حروف ب جزوۂ دوم۔ کتابیں بہ حفاظت تمام پہنچیں۔ خدا آپ کو خوش رکھے۔ یہ بڑا کام آپ نے کیا اور مجھے یہ دیکھ کر مسرت ہوئی کہ اس سے بھی بڑے کام کرنے کو آپ آمادہ ہیں۔ خدا آپ کو جزائے خیر دے اور ترقیات دینی و دنیوی سے مالامال کرے۔

آج ہی شب کو ڈاکٹر سید علی امیر آئے اور آپ کا لفافہ پہنچا گئے۔ معلوم ہوا انھوں نے شعبۂ اردو کے ایک صاحب کو دیا تھا کہ وہ مجھ تک پہنچا دیں لیکن وہ غیر ذمہ دار نکلے۔ ڈاکٹر صاحب معذرت خواہ تھے تاخیر پر۔ وہ لکھنؤ اور دوسرے مقامات پر چلے گئے تھے اس لیے خود نہیں پہنچا سکے تھے۔ لفاف میں محیط طباطبائی اعلی اللہ مقامہ کے مقالات کی بہت وقیع فہرست نظر سے گزری لیکن لفاف میں نہ ان کے اشعار نکلے اور نہ ان پر کوئی مضمون۔ مجھے ان مضامین کی ضرورت ہے جو ان کی زندگی اور

کارناموں پر شائع ہوئے ہیں۔ 'محیط ادب' (مجموعہ سی گفتار) تو میرے لیے بہت اہم ہے اس کا ایک نسخہ میرے لیے ضرور پیدا کیجیے۔ آپ نے کسی پچھلے خط میں ان کی کسی کتاب کا ذکر کیا تھا جو اتفاق سے آپ کو مل گئی تھی اور جواب عام طور پر دستیاب نہیں۔ یہ سب چیزیں بھجوائیے۔ 'محیط ادب' دس بارہ سال پہلے تہران سے ۱۳۵۸ھ میں شائع ہوئی تھی، تلاش پر ابھی مل جائے گی۔ آقای مہدی محقق سے بھی ضرورت ہو تو رجوع کیجیے۔

دونوں کتابوں اور فہرست مضامین محیط طباطبائی کی رسید فوراً نہ بھیج سکا۔ اس طرف کاموں کا ہجوم تھا۔ بعضوں سے اب بھی عہدہ برآ نہیں ہوا ہوں۔ ڈاکٹر عبدالعلیم اور ڈاکٹر نثار احمد فاروقی پر دو مضامین لکھے ہیں۔ ۳۰ر نومبر تک پھر 'نقد و نظر' (علی گڑھ) کے لیے مالک رام صاحب پر ایک مضمون لکھنا ہے۔ اس عرصے میں طبیعت بھی کچھ مضمحل رہی۔ اس حالت میں 'ہماری زبان' (دہلی) کے لیے ایک مضمون لکھا: 'تین چراغ اور بجھے' یہ وفیات قسم کی چیز ہے۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کی وفات کی خبر بی بی سی سے ملی۔ ان پر ایک طویل تاثراتی مضمون لکھ کر 'فکر و نظر' (علی گڑھ) کو دیا ہے۔ وسط ماہ تک چھپ جائے گا۔ اکتوبر میں 'تہذیب الاخلاق' (علی گڑھ) کے سرسید نمبر کے لیے شعبۂ عربی کے ایک استاد شیخ عبدالحق حقی بغدادی پر ایک مختصر سا سوانحی مضمون لکھ دیا ہے اشاعت کے لیے اس کے ساتھ ایک سنجیدہ علمی کام 'الوافی بالوفیات' (اصلاح الدین الصفوی) کے مصادر و مراجع پر کر رہا ہوں۔ الوافی کی یہاں صرف تین چار جلدیں تھیں اور دو میرے پاس جو مرتب کرنے والے ڈاکٹر حسان عباس نے مجھے تحفۃً دیے تھے [دی تھیں]۔ کوشش کر کے اب اس کا مکمل سیٹ (یعنی جتنی جلدیں اب تک جرمنی سے شائع ہو چکی ہیں) منگوالیا ہے۔ شعبہ عربی نے آج صبح اس کی ساتویں جلد مکمل کر لی ہے شاید بیس جلدیں اور ہوں گی انھیں بھی آہستہ آہستہ دیکھ جاؤں گا انشاء اللہ۔ ایران میں اس قسم کے موضوعات سے کس ادارے یا رسالے کو دلچسپی ہے لکھیے گا۔ الصفوی پر ایک بہت طویل مضمون میں نے لکھا ہے اگر فارسی میں ترجمہ ہو جائے تو خوب ہو۔ آپ کو خط لکھنے میں تاخیر کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ میں اپنے ۱۸ر ستمبر کے خط کے (جواب کے) انتظار میں رہا۔

۱۵ر اگست کو ایک ضخیم پیکٹ اپنے مضامین کے بھیجے ہیں اور اسی میں آپ کی مطلوبہ کتاب 'مونس الارواح' کا مطبوعہ نسخہ شائع کردہ ابوالخیر اکادمی بھی رکھ دیا تھا۔ ڈھائی مہینے سے زائد ہو گئے اور آپ کی طرف سے اب تک اس کی رسید نہیں آئی۔ روزانہ انتظار کرتا رہا۔ رجسٹری کی رسید کا نمبر 0807 ہے۔ یہ ۱۵ر اگست کو علی گڑھ سے روانہ ہوا ہے۔ اس پر ۵۵ روپوں کے ٹکٹ چسپاں ہیں۔ تفصیلات اس لیے لکھ دیں کہ آپ اپنے یہاں کے ڈاک گھر کو عدم وصول کی شکایت لکھیں تو یہ اندراجات کام آئیں۔

ڈاکٹر عارف نوشاہی نے بھی اب تک اردو تذکروں کے بعض مندرجات کے عکس موصول ہونے کی اطلاع نہیں دی ہے۔ دونوں پیکٹ زمینی رسمندری ڈاک سے بھیجے گئے تھے اس لیے تاخیر سے پہنچے ہوں گے۔ اس کا بھی امکان ہے کہ آپ حضرات کے خطوط ہوائی ہونے کے باوجود ہوا سے روانہ نہیں کیے گئے ہوں گے اس لیے یہاں وبا کی وجہ سے ایران کے ہوائی جہاز بھی نہیں آتے ہوں گے۔ لیکن اب تو راستہ کھل گیا ہے۔ بہرحال یہ خط اب کل کی ڈاک سے دیکھ کر روانہ کروں گا۔

۸ر۱۱ شنبہ کی ڈاک بھی دیکھی اور احتیاطاً دوشنبہ کی بھی۔ ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب کا تو کوئی خط نہیں آیا لیکن لطیفہ یہ ہوا کہ آپ کے دو خط مورخہ ۵ر ستمبر اور ۸ر ستمبر مجھے مل گئے تھے غالباً ایک ساتھ۔ پڑھ کر ایک کتاب میں رکھ دیے اور رکھ کر بالکل بھول گیا۔ آج اتفاق سے ان پر نظر پڑ گئی۔ حافظہ دھوکا دینے لگا ہے۔ پہلے خط میں حبیب اللہ گل کار کا ذکر ہے آپ نے عارف نوشاہی صاحب کو نوٹ کرا دیا ہے اور دوسرے خط میں 'مونس الارواح' اور آف پرنٹس ملنے کی رسید ہے۔ تردد دور ہوا۔

کتابخانہ ابن طاؤوس والی کتاب کے مختصر مندرجات سے آگاہی بخشیں۔فہرست کتب وتراجم ہے تو اس میں علماء مصنفین کے حالات ضرور ہوں گے۔کس صدی کے علما کا ذکر ہے۔

صنایع شعری (لطف اللہ مہندس) اگر ضخیم نہ ہو اور آسانی سے اس کا عکس مل جائے تو میرے لیے حاصل کر لیجیے۔ممکن ہے اس کا کوئی نسخہ یہاں مل جائے۔ میں نے اوپر لکھا تھا کہ مونس الارواح کا جو نیا اڈیشن نکلا ہے وہ دہلی سے منگوا کر آپ کو بھیج دوں گا۔ابھی معارف اکتوبر دیکھا جس میں اس پر تبصرہ چھپا ہے۔قمر جہاں بیگم نے اسے کراچی سے شائع کیا ہے۔ یہاں اس کا ملنا مشکل ہے کسی دوست کو لکھ کر کراچی سے منگوائیے۔صفحات حصہٴ فارسی ۱۳۳، حصہٴ انگریزی ۱۰۲۔گویا انھوں نے متن فارسی کے ساتھ طویل مقدمہ بھی انگریزی میں لکھا ہے۔اس کا مطالعہ ممکن ہے آپ کے لیے مفید ہو۔اس کی قیمت -/250 ہے اور مصنفہ سے اس پتے پر کتاب مل سکتی ہے: ۲۔ای ۱/۷/۱، ناظم آباد، کراچی ۱۸۔

آپ کے تفصیلی خط کا انتظار رہے گا۔ڈاکٹر نذیر احمد صاحب بخیر ہیں لیکن ان کی بیگم کئی ماہ سے علیل ہیں۔بیگم کی ایک عزیزہ کی وفات پر بریلی گئے ہوئے ہیں۔خدا بخش کے سیمینار میں شریک نہ ہو سکا۔جب آپ آئیں گے تو ان سے گفتگو مناسب ہوگی۔امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔والسلام

مختار الدین احمد

☆ یہ خط تہران کے پتے پر لکھا گیا تھا۔

(۷)

باسمہ

علی گڑھ
یکشنبہ ۲۵/دسمبر ۱۹۹۴ء

مکرمی ڈاکٹر سید حسن عباس صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۱۱/نومبر تاخیر سے ۹/دسمبر ملا۔ دانشنامہٴ جوان اسلام جزوہ سوم و چہارم کے دونوں پیکٹ ایک ساتھ ملے۔شکریہ۔قبول فرمائیے۔اب دائرۃ المعارف کی جلد اوّل وجلد ششم کا انتظار ہے۔

آقای سرکاراتی علی گڑھ آئے تھے۔ 'کتاب آرائی' وزنی کتاب ہے اس لیے ڈاکٹر نوشاہی کو ان کے ہاتھ بھیجنے میں تردد ہوا۔یوں بھی وہ تہران سے نہیں تبریز سے براہ راست دہلی آنے والے تھے۔خدا کرے ہندستانی سفارتخانے میں کوئی موزوں آدمی اس کام کے لیے مل جائے۔

صنائع شعری (لطف اللہ مہندس) پر ایک مختصر نوٹ لکھ کر بھیج دیجیے اور فی الحال اگر ممکن ہو تو بیچ دو صفحے کا عکس بھی۔

'المعجم المطبوعات العربیہ فی الایران' میں اگر ادبی کتابوں کا ذکر ہے تو بڑے کام کی چیز ہے۔دینی و مذہبی کتابوں کی اطلاعات تو دینی رسالوں سے بھی مل جایا کرتی ہے۔اگر وزارت ارشاد نے چھاپی ہے تو قیاس ہے کہ قیمت زیادہ نہ ہوگی۔کتاب دیکھ لوں تو ایسی ہی ایک کتاب ہندستانی مطبوعات پر 'المعجم المطبوعات العربیہ فی الہند' مرتب کر دوں۔

اپنے مضامین کے آف پرنٹس بھیج دیا کیجیے۔

'وقائع عبدالقادر خانی' میں شائع کرنا چاہتا ہوں۔حبیب گنج کا نسخہ تو یہاں موجود ہے ہی۔میں نے لندن کے نسخے

کا عکس بھی منگوالیا ہے لیکن دونوں نسخے ناقص ہیں۔ اردو ترجمہ مرحوم ایوب قادری کا نہیں مولوی معین الدین افضل گڑھی مرحوم (کتابدار کتب خانہ حبیب گنج) کا کیا ہوا ہے۔ قادری صاحب نے مقدمہ وحواشی وغیرہ لکھ کر کراچی سے شائع کرایا ہے۔

'محیط ادب' کا انتظار ہے۔ اشعار کا بھی۔

آپ مارچ، اپریل تک واپس آ رہے ہیں اس لیے مضامین کے ترجمے پر جلد کام مکمل کر کے اشاعت کا انتظام کر کے آئیے تو اچھا ہے۔ ورنہ یہاں آ کر دوسرے مسائل کی طرف آپ متوجہ ہو جائیں گے۔

'فہرست کتب فارسی چاپ شبہ قارہ' کا کام بہت مفید ہے جو آپ لوگ کر رہے ہیں۔ خدا اسے جلد اتمام تک پہنچائے۔ 'غزلان الھند' بھی کسی ناشر کو دے کر آئیے۔ خدا کرے آپ کے مقالۂ علیہ آزاد بلگرامی کی اشاعت کا جلد انتظام ہو جائے۔

ڈاکٹر ہادی حسن کے مجموعۂ مقالات[۲] میں ان کے کون سے مضامین آپ نے لیے ہیں؟ شاید آپ کے پیش نظر وہ انگریزی مقالات ہوں گے جو حیدرآباد سے بڑی تقطیع میں شائع ہوئے تھے۔

میں نے حاتم دہلوی (م ۱۱۹۶ھ) کے فارسی دیوان[۳] کا انتخاب کئی سال پہلے علی گڑھ میگزین میں چھپوایا تھا۔ چار پانچ صفحوں کی تمہید اس پر ہے۔ وہاں کسی رسالے میں چھپ جائے تو اچھا ہے۔ تمہید کے ترجمہ فارسی کے ساتھ یہ قند پارسی میں بھی چھپ سکتا ہے۔

عابد رضا بیدار صاحب آج کل دہلی میں ایک کانفرنس میں مشغول ہیں۔ علی گڑھ آنے والے ہیں۔ ان سے پوچھوں گا کہ دمشق اکیڈمی کے رسالے پر مضمون انھیں مل گیا ہے یا نہیں۔[۴]

یہاں ریڈر کی اور لکچرر کی ایک ایک جگہ خالی ہے۔ امیدوار کوشاں ہیں سلیکشن کمیٹی جلد ہو جائے لیکن اب وائس چانسلر صاحب کے مستعفی ہو جانے کے باعث اس میں مزید تاخیر ہوگی۔ پہلے کسی وائس چانسلر کا تقرر ہو، پھر وہ مہینوں نئی ذمہ داریوں کے سمجھنے میں لگائے گا اور صرف ضروری امور ہی کی طرف توجہ کر سکے گا۔ آپ کے یہاں آنے کے بعد بلکہ میرا خیال ہے تعطیلات گرما کے بعد ہی انتخابی جلسہ ہوگا۔ جب تک آپ کی کچھ اور کتابیں اور تحریرات بھی چھپ جائیں گی۔

سید اطہر عباس مرحوم کی وفات سے رنج ہوا۔ وہ پرانے دوستوں میں تھے خدا مغفرت فرمائے۔ ممکن ہے ان پر مختصر سا نوٹ لکھوں۔ تاریخ وفات تو شاید ۲ ستمبر ۱۹۹۴ء ہے۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

☆ یہ خط تہران کے پتے پر لکھا گیا تھا۔

(۸)

باسمہ

علی گڑھ

۹۵/۱/۱۹ء

مکرمی ڈاکٹر سید حسن عباس صاحب　　السلام علیکم

آپ کے مرسلہ کتابچے ملتے رہے۔ دلی شکریہ قبول فرمائیے۔ محیط طباطبائی مرحوم کی کتاب جو آپ کو اتفاق سے مل

گئی تھی اور جواب عام طور پر بازار میں نہیں ملتی اس کا انتظار ہے اور اس کے ساتھ محیط نامہ یا وہ کتاب جس میں ان پر مضامین چھپے ہیں جس کا آپ نے پچھلے ایک خط میں ذکر کیا تھا، وہ بھی بھیج دیجیے اور ان کی تحریرات نظم ونثر بھی جو آپ کو مل جائیں۔ان کی تاریخ وفات سے بھی مطلع کیجیے گا۔

اپنے حالات لکھیے، کب تک آپ کی واپسی ہوتی ہے۔ڈاکٹر شریف حسین قاسمی صاحب جارہے ہیں، ان سے اپنے حالات کہیے اور دہلی یونیورسٹی اور دوسری جامعات کے شعبہ فارسی کے حالات معلوم کیجیے۔یہ مکمل اور صحیح صورت حال سے آپ کو آگاہ کریں گے۔

خدا کرے آپ کا مقالہ علمیہ جس پر آپ کو ڈاکٹریٹ ملی ہے، جلد شائع ہوجائے اور بہتر ہے کہ آپ کی ایران میں موجودگی کے زمانے میں چھپ جائے تو آپ خود پروف پڑھ سکیں۔

اس طرف آپ نے اور کیا مضامین لکھے ہیں مطلع کیجیے گا۔دائرۂ معارف کی پہلی جلد ضرور حاصل کیجیے۔آقای مہدی محقق سے بھی مشورہ کیجیے۔ان کی خدمت میں ڈاکٹر عارف نوشاہی کی معرفت ایک خط اور مجمع العلمی الھندی کی سند رکنیت بھیجی تھی، اور ڈاکٹر صاحب نے ان کے آفس میں ان کی میز پر وہ خط رکھ دیا تھا، لیکن نہ ان کا جواب آیا نہ سند کی رسید۔خدا کرے انھیں مل گئی ہو۔

ڈاکٹر قاسمی صاحب سے مل کر آپ بہت خوش ہوں گے۔یہ مغتنمات میں ہیں اور فارسی کے بعض سینیر اساتذہ عابدی صاحب اور نذیر احمد صاحب کے بعد انہی سے امید بندھی ہے کہ ہندستان میں فارسی کو فروغ ہو۔

انھیں وہاں کے کتب خانے دکھایئے اور ان کتب فروشوں سے ملایئے جو نسبۃً ارزاں کتابیں فروخت کرتے ہیں۔ممکن ہے کہ یہ کتابیں خریدیں۔

ترجمے اب تک کن کن مضامین کے ہوئے مطلع کیجیے گا۔خدا کرے ان کی اشاعت بھی جلد ہوجائے۔

خط کا جواب قاسمی صاحب کے ذریعے بھیجیے۔یہ آئندہ جمعے کو شاید واپس آئیں۔اس طرح مجھے آپ کا اور عارف نوشاہی صاحب کے خطوط مل جائیں گے۔امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔والسلام

مختار الدین احمد

(۹)

باسمہ

علی گڑھ

۹۵/۱/۲۰ء

مکرمی دکتر سید حسن عباس صاحب السلام علیکم

مرسلہ کتابچے ملتے رہے شکریہ۔محیط طباطبائی کی کتاب جو آپ کو اتفاق سے مل گئی تھی اور ان پر جو کتاب شائع ہوئی ہے اس کا انتظار ہے ان کی تحریرات نثر ونظم بھی۔آپ کی واپسی کب تک متوقع ہے۔قاسمی صاحب سے ملتے رہیے۔ان سے جامعۂ دہلی اور دوسری جامعات کے شعبۂ فارسی کے تازہ حالات آپ کو ملیں گے۔کتنے مقالوں کا ترجمہ مکمل ہوا؟ خدا کرے آپ

کا مقالۂ علمیہ جس پر آپ کو ڈاکٹریٹ ملی وہ جلد بلکہ آپ کی موجودگی میں شائع ہو جائے کہ اس کے پروف آپ خود پڑھ سکیں۔ دائرۃ المعارف کی پہلی جلد ضرور حاصل کیجیے۔ قاسمی صاحب کو وہاں کے کتب خانے دکھایئے اور ارزاں کتب فروشوں سے ملایئے۔ یہ کچھ کتابیں وہاں خریدیں گے۔ قاسمی صاحب سے آپ مل کر بہت خوش ہوں گے۔ انھی کی معرفت خط کا جواب بھیجیے۔ نئے سال کی تہنیت قبول فرمایئے۔ والسلام

مختار الدین احمد

☆ یہ خط تہران کے پتے پر ملا تھا۔

(۱۰)

باسمہ

علی گڑھ

۹۵/۲/۱۲ء

مکرمی ڈاکٹر سید حسن عباس صاحب السلام علیکم

آپ کا خط مورخہ ۲۷ رجنوری تاخیر سے ۹ رفروری کو ملا۔ کاشف حالات ہوا۔ جو خط قاسمی صاحب لے جانے والے تھے اگر اس کے مطالب مختصر طور پر لکھ کر بھیج دیئے تھے پھر بھی وہ خط بھیج رہا ہوں۔ معجم المطبوعات العربیہ فی الایران بھیجیے یہ میرے کام کی کتاب ہوگی۔ دائرے کے مجلدات بھی جو آپ کے قیام ایران کے زمانے میں چھپ جائیں۔

آپ نے کسی خط میں لکھا تھا کہ محیط طباطبائی کی ایک اہم کتاب جو عام طور پر نہیں ملتی، آپ نے خرید لی ہے۔ میں نے سمجھا کہ آپ محیط نامہ کے بارے میں لکھ رہے ہیں۔ اسے تو کسی طرح ضرور پیدا کیجیے۔ اس میں مرحوم کے حالات ہوں گے اور ان کے بارے میں ضروری معلومات۔ یہ میرے لیے بہت اہم ہے۔ مضمون، شاعری قائم مقام فراہانی، کے لیے زحمت نہ کیجیے یہ یہاں تلاش کر لوں گا۔

جن مقالات کا ترجمہ آپ نے کر لیا ہے انھیں کوشش کر کے چھپوا دیں۔ لیکن اپنے کاموں کے بعد اس کے لیے سفر ہند سے پہلے اپنی تھیسیس اور دوسری کتابوں کی اشاعت کا انتظام آپ کے لیے ضروری ہے۔

ڈاکٹر ریحانہ خاتون آپ کو چالیس ڈالر دیں گی۔ یہ رکھ لیجیے کہ آپ کو خریداری کتب اور ان کی ترسیل میں زحمت نہ ہو۔ ریحانہ وہاں کچھ دن رہیں گی۔ ان سے ملتے رہیے۔ ان سے علی گڑھ، دہلی اور دوسری جامعات کے بارے میں آپ کو اطلاع ملیں گی۔ یہاں ابھی تک ان جگہوں کا اعلان نہیں ہوا ہے۔ اعلان کے بعد آپ فوراً درخواست دے دیں۔ مجھے کچھ ایسا خیال آتا ہے کہ سال ڈیڑھ سال پہلے درخواستیں طلب کی گئی تھیں۔ ابھی انھیں جگہوں کو پُر کرنے کے لیے انٹرویو نہیں ہوا ہے جن کے لیے مقامی حضرات امیدوار ہیں۔ بیدار صاحب سے خط کتابت رکھیے۔ وہاں بھی امکانات نکل سکتے ہیں اور جب تک کسی یونیورسٹی میں کوئی مناسب جگہ نہیں ملتی آپ اس ادارے میں کام کر سکتے ہیں جو قاسم صاحب ایران کی مدد سے قائم کرنے والے ہیں۔ یہاں بہر حال کام کے لیے انھیں اچھے اسکالرز کی ضرورت تو ہوگی اور اس موضوع پر آپ سے اچھا آدمی یہاں انھیں کہاں مل سکتا ہے۔ ان کے رسالے کے لیے مضامین لکھتے رہیے۔ آپ ان سے ملے ہیں یقیناً وہ آپ سے مل کر بہت خوش ہوئے ہوں گے۔

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب سے کئی بار آپ کا ذکر آیا اور انھوں نے ہمیشہ اچھے الفاظ میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ وہ حتی المقدور آپ کے لیے کوشش کریں گے۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

☆ یہ خط تہران کے پتے پر لکھا گیا تھا۔

(۱۱)

باسمہ

علی گڑھ

۹۵/۳/۵ء

مکرمی ڈاکٹر سید حسن عباس صاحب السلام علیکم

ڈاکٹر قاسمی صاحب کی معرفت جو کچھ بھیج رہا ہوں وہ ریحانہ خاتون نہیں لے جا سکی تھیں۔

خریداری کتب مفیدہ و ارسال سے جو کچھ بچ جائے وہ ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب کو دے دیجیے گا۔ جب آپ واپس آنے لگیں، تاکہ وہ آپ کے آنے کے بعد بھی کچھ بھیجنا چاہیں از قسم کتب و رسائل تو بآسانی بھیج سکیں۔

آپ کب تک ہندستان پہنچ رہے ہیں۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب کو سلام کہیے۔ آپ دونوں صاحبوں کو عید کی تہنیت۔ والسلام

مختار الدین احمد

☆ یہ خط تہران کے پتے پر دستی ملا تھا۔

(۱۲)

باسمہ

علی گڑھ

۹۵/۹/۱۴ء

مکرمی السلام علیکم

'حیات جلیل' مل گئی۔ شکریہ

مختار الدین احمد

(۱۳)

باسمہ

۹۸/۲/۲۸ء

مکرمی السلام علیکم

(خط) مورخہ ۲۱/فروری ملا۔ آپ نے اپنے آخری خط میں لکھا تھا کہ دیوان ناصر الدین اللہ (یعنی مجموعہ قصاید

الشیر زی) تلاش کر کے اس کا عکس بھیجوں گا اور جرنل کے مضمون کے لیے 'دیوان الحادرۃ' کا عکس آج وطن جانے سے پہلے بھیج کر جاؤں گا۔[1] آپ نے نہ کتاب تلاش کی نہ دیوان الحادرۃ کا عکس بھیجا اور حد یہ ہے کہ مہینوں کے بعد خط لکھا بھی تو ان باتوں کا ذکر تک نہیں کیا۔ توجہ فرمائیے۔

تبادلہ پٹنہ کرا لیجیے۔[2] آپ تو قدوائی صاحب سے ملے بھی تھے۔ آتے وقت ان سے ملتے ہوئے آتے تو اچھا تھا وہ ساری جامعات کے چانسلر ہیں۔

نادم صاحب[3] سے میرے بہت اچھے تعلقات ہیں لیکن افسوس ہے ان پر کچھ لکھ نہیں سکوں گا۔ بہت مصروف ہوں۔

عارف نوشاہی صاحب بخیر ہیں۔ اس ہفتے ان کا خط آیا ہے بعض معلومات کے سلسلے میں ممکن ہے وہ رام پور کے سمینار میں شریک ہوں پھر آپ سے ملاقات ہوگی۔ والسلام

مختار الدین احمد

ڈاکٹر سید حسن عباس
عباس منزل
محلہ لال قبر، رام پور ۲۴۴۹۰۱

(۱۴)

باسمہ

علی گڑھ
۹۹/۹/۲۳ء

سید صاحب مکرم السلام علیکم

آپ کا خط ملا، ممنون ہوا۔ دکتر نذیر احمد صاحب امریکہ سے واپس آ گئے ہیں۔ بخیر ہیں۔ آپ کے خط کا اور آپ کے موجودہ مسائل کا میں نے ذکر کیا۔ ان کی پوری ہمدردی آپ کے ساتھ ہے اور وہ دل سے چاہتے ہیں کہ کسی ایسی جگہ آپ رہیں جہاں آپ سکون سے علمی و ادبی کام کر سکیں۔ یہاں شعبے میں جو ضابطے کی دقت ہے وہ آپ کو معلوم ہے پھر ہر جگہ کچھ اچھے لوگ پہلے سے موجود رہتے ہیں۔ رام پور کے حالات غیر مستقیم ہیں۔ کل کیا نیا انتظام ہو یہ کسی کو نہیں معلوم۔ ہاں! یہاں ایک شکل نکلتی تھی لائبریری میں شعبۂ مخطوطات کے کیوریٹر یا ایسے ہی کسی ذمہ دار عہدے کی۔ یہ آپ کے لیے بہت موزوں تھی۔ گریڈ بھی شاید ریڈر کا طے ہوا تھا۔ لیکن اس طرف پھر کسی کے تقرر کا سنا نہیں گیا۔

پرسوں ڈاکٹر صاحب کے یہاں گیا تھا۔ ایران سے ایک مجموعۂ مضامین آیا ہوا تھا۔ اس میں ان کے دو مضامین ہیں۔ ان میں ایک مضمون کا ترجمہ فارسی میں آپ کا کیا ہوا ہے۔ سرسری طور پر میں نے دیکھا۔ بہت اچھا معلوم ہوا۔ آپ نے میرے مضامین کے ترجمے کا وعدہ کیا تھا۔ ایک ترجمہ اب تک نہیں کیا۔ خیر' پھر سہی۔ اسی ہفتے ایک مضمون آپ کو بھیجنے والا ہوں توجہ سے دیکھیے گا۔ اپنا صحیح اور مستند پتا لکھیے جس پر ڈاک محفوظ طور پر پہنچتی ہو۔

امید (ہے) آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۱۵)

باسمہ

علی گڑھ

۷/۱۰/۹۹ء

عزیزی السلام علیکم

ابھی نادم بلخی صاحب (چاندنی ریسٹ ہاؤس) کے پتے پر خط لکھ کر فارغ ہوا تھا کہ ڈاک سے آپ کا کارڈ مورخہ ۲۷ر ستمبر موصول ہوا۔ صورتحال سے آگاہی ہوئی۔

مضمون بھیج دوں گا توجہ سے کام لیجیے اور غور سے پڑھیے۔ کوئی بات قابل ذکر ہو تو بلا تکلف لکھیے۔ اسے ایران میں بھی چھپنا چاہیے،۔ شریف صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ قابوس بن وشمگیر والا مضمون ترجمہ کر کے شائع کریں گے۔ ان کی مصروفیات نے اجازت نہیں دی۔ سنجر تہرانی! پر آپ کو بعض مفید اطلاعات بھیجوں گا اگلے مہینے۔ اس میں سرو کا ذکر آئے گا اور اچھی طرح آئے گا۔ اس لیے تہذیب الاخلاق تو مختصر مضمون چھاپتا ہے۔ میں اسے یونیورسٹی کے رسالہ 'فکر و نظر' میں چھپوانے کی کوشش کروں گا۔ یہ رسالہ 200 بطور ہدیہ بھی پیش کرے گا۔ لیکن مضمون بہت طویل نہ ہو ورنہ دو قسطوں میں چھاپنا پڑے گا۔ دسمبر کے مضامین تو آگئے ہیں آپ دو تین ماہ میں مکمل کر دیں تو اس کے بعد کی اشاعت میں آ سکتا ہے۔

[مختار الدین احمد]

یہ گوپال پور کے پتے پر موصول ہوا تھا۔

(۱۶)

باسمہ

علی گڑھ

۷/۱۰/۹۹ء

مکرمی سید حسن عباس صاحب السلام علیکم

آپ کو پچھلے ماہ ایک خط لکھا تھا گوپال پور کے پتے پر۔ جواب نہ آیا۔ کالج کے پتے پر خطوط عام طور پر غیر محفوظ سمجھے جاتے ہیں اس لیے جناب نادم بلخی صاحب کی معرفت یہ خط بھیج رہا ہوں۔ آپ کا آخری خط ۳ر اگست کا لکھا ہوا مجھے ملا تھا جس میں آپ نے لکھا تھا کہ ۱۸ر ستمبر کو الیکشن اور درگا پوجا کی ۱۵ر نومبر تک تعطیل ہوگی۔ اب جب کہ الیکشن ختم ہو گیا۔ آپ کہاں اور کب تک اس جگہ مقیم رہیں گے۔ مطلع کیجیے۔

ظاہراً آپ اکتوبر میں گوپال گنج (گوپال پور) میں مقیم رہیں گے۔ امید (ہے) آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

اس پوسٹ کارڈ کی پشت پر پروفیسر نادم بلخی صاحب کے لیے یہ تحریر ہے۔

دکتر نادم بلخی صاحب السلام علیکم

حسن عباس صاحب کو یہ خط دید یجیے۔ یا جہاں ہوں وہاں بھجوادیجیے۔ آپ کی کتابیں ابھی میں نے اپنی لائبریری میں دیکھیں یہ تعداد میں پانچ ہیں،۔(۱) شعاع نقد (۲) جیون درشن (۳) دھوپ میں صحرا نوردی (۴) میٹھی میٹھی بولیاں (۵) نقطوں کا حصار اور ایک کتاب اور نکل آئی (۶) دوپہر کا دائرہ۔ ان کے بعد کی کوئی کتاب چھپی تو میری نظر سے نہیں گزری مقالات، نادم اور دلچسپ کہانی ان کی اشاعت ہوئی یا نہیں مطلع کیجیے گا۔ مظفر بلخی ۲ صاحب کو دعا کہیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۱۷)

باسمہ

علی گڑھ

۹۹/۱۲/۱۵ء

مکرمی ڈاکٹر سید حسن عباس صاحب السلام علیکم

میں نے آپ کو لکھا تھا کہ آغا سنجر تہرانی کا کچھ فارسی کلام یہاں موجود ہے یونیورسٹی لائبریری میں اس کے کچھ قصائد ہیں مجموعۂ قصائد حبیب گنج کلکشن میں ہے (حبیب گنج ۳۲/۴۹) اس میں سارے قصائد نواب صدر یار جنگ (م۱۹۵۰ء) کی مدح میں ہیں کبھی آپ آئیں تو دیکھیں۔

۵/۱/۲۰۰۰ء آپ دہلی آئے اور علی گڑھ نہ ٹھہرے۔ یہاں آتے تو سنجر کا کلام دیکھ لیتے یہ ذخیرۂ حبیب گنج میں ہے۔ مجھے کچھ یاد آتا ہے یونیورسٹی لائبریری میں بھی ان کا کچھ کلام دیکھا تھا۔ بہر حال اس وقت تو اتنا ہی موقع ہے آپ کے لیے [کہ] آپ حبیب گنج اور مولانا آزاد لائبریری میں ان کے فارسی کلام کے وجود کی اطلاع دے دیں۔ پھر کبھی آپ آئیں تو ان کا کلام نقل کر کے اس کا انتخاب چھاپ دیں۔

آپ کا تفصیلی خط مورخہ ۱۲/۱۷ اواخر دسمبر میں مل گیا تھا۔ بہت خوشی ہوئی آپ کے مرکز کے قیام اور 'ادراک' کی اشاعت کے ارادے پر۔ اللہ مبارک کرے۔ میں بہت عدیم الفرصت ہو گیا ہوں۔ کاموں کا بڑا بار ہے مجھ پر۔ لیکن آپ کے لیے ضرور لکھوں گا۔ ضخامت کیا ہوگی؟ سہ ماہی رسالہ ہوگا یا شش ماہی؟ سہ ماہی رکھیے تو لوگوں کو یاد رہتا ہے۔ میر علی الکاتب والا مضمون ایران سے شائع ہو جائے تو خوب ہو۔ جو عکس اس مضمون میں ہیں وہ انھیں بھیج دیجیے گا اس کی زیروکس کاپی نہ کرائیے گا ورنہ عکس صاف نہیں بنے گا۔ یاقوت مستعصمی پر نیا مواد آپ کو ملے یا کسی رسالے میں اس کی تحریر وصلی رمرقع کی اطلاع ہو تو فوراً لکھیے۔ ایک مضمون اس پر لکھ رہا ہوں ☆

(۱۸)

باسمہ

علی گڑھ

۲۰۰۰/۴/۲۵ء

مکرمی السلام علیکم

آپ کا خط جس پر تاریخ درج نہیں، کل ملا۔ کاشف حالات ہوا۔ خوشی ہوئی کہ مضمون بلخیوں پر آپ کو پسند آیا۔ نادم

صاحب وغیرہ کو بھی اشاعت سے پہلے پڑھوا دیجیے۔ ترجمے کا کام جلد کر کے بھیجیے۔ متن پر حواشی فارسی میں موجود ہوں گے۔ ہر طرح مکمل کر کے بھیجیے۔ حاتم کے حالات بھی مختصر طور پر بھیج دوں گا حالانکہ اس کی ضرورت نہیں۔ اس کے کچھ فارسی شعر تذکروں سے بھی بھیج دوں گا اور بال مکند کاتب کے حالات بھی لکھ بھیجوں گا۔ متن پر ایک نگاہ مزید ڈال لیجیے۔

۲/ آپ مدرسہ سلیمانیہ جا کر مخطوطات کی فہرست بنانے والے تھے وہ کام جب کریں تو میری دلچسپی کی کتابوں کی اطلاع ضرور دیں خاص طور پر عبرتی کے معراج الخیال اور ریاض الافکار کی زیروکس کاپی ضرور بنوائیں۔ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔

۳/ میرے ایک دوست اور ہم سبق مرزا اختر حسین اختر عظیم آبادی تھے۔ جو بعد کو سروش تخلص کرنے لگے تھے۔ مدرسہ سلیمانیہ میں استاد تھے اور وہیں پر چوالال کی گلی میں رہتے تھے۔ میرا ان کے یہاں بہت آنا جانا تھا۔ میں ایک زمانے میں ان سے مشورۂ سخن بھی کرتا تھا۔ یہ بعد کو، یاد آتا ہے کہ گوپال پور (آپ کے وطن) چلے گئے تھے وہیں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے حالات اور تاریخ وفات معلوم کیجیے۔ کچھ کلام کہیں ملے تو وہ بھی بھیجیے۔ کچھ میرے پاس ہے۔ ان پر ایک مضمون لکھنا چاہتا ہوں۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

یہ خط گوپال کے پتے پر آیا تھا۔

(۱۹)

باسمہ

علی گڑھ

۲۰۰۰/۴/۸ء

مکرمی سید حسن عباس صاحب السلام علیکم

'ادراک' کے لیے مضمون تیار ہو گیا ہے۔ کوئی دو ڈھائی مہینے لگے اس میں۔ اب عمر اور صحت ایسی ہے کہ کام میں دیر لگتی ہے۔ تمہید کے دو صفحے بعد کو بھیج دوں گا۔

امید ہے مضمون آپ کو پسند آئے گا۔ طویل ہو گیا ہے لیکن اس موضوع پر کچھ لکھنے کی ضرورت تھی اور یہ میرا فرض تھا جواب ادا کیا۔

رسید سے فوراً مطلع کیجیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۲۰)

باسمہ

علی گڑھ

۲۰۰۰/۶/۲۳ء

عزیزی السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۱۶/۱۶ بھی ملا۔ آپ کی رجسٹری مل گئی تھی اور رسید بھی بھیج دی تھی کچھ اور تحریریں جلد ہی بھیجوں گا مصروفیات کی وجہ سے اب تک موقع نہیں ملا۔

آپ کا مرسلہ اشتہار دیکھا تھا پھر اخباروں میں بھی اسے دیکھا معلوم ہوا وہاں سے دو صاحبان امیدوار ہیں اور

دونوں مستحق ہیں ۔ اس سال وہاں کے لوگ عام طور پر سمجھتے ہیں کہ انھی دونوں میں سے کسی کا تقرر ہوگا۔

رات ایک صاحب لائبریری سے آئے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ڈاکٹر ضیاء الدین انصاری جو یہاں اورینٹل سیکشن انچارج اور ڈپٹی لائبریرین ہیں، امیدوار ہیں۔ آپ وہاں خود جائیں اور لوگوں سے مل کر صورت حال معلوم کریں۔ ڈاکٹر صاحب۲ ابھی راجکوٹ میں ہیں، ۲۸ جون سے پہلے ان کے آنے کی توقع نہیں۔ جابر حسین صاحب۳ کے رسالے کا تیسرا نمبر کب تک شائع ہونے کی توقع ہے کچھ معلوم ہو تو لکھیے گا۔ بلخی صاحبان کو سلام کہیے۔ والسلام

مختارالدین احمد

(۲۱)

باسمہ

علی گڑھ

۷/۱۲/۲۰۰۰ء

بھائی آپ کہاں ہیں، کس حال میں ہیں، کیا کر رہے ہیں؟ عرصے سے آپ کا خط نہ آیا۔ آپ نے لکھا تھا کہ 'ادراک' اگست میں شائع ہو جائے گا۔ یہ دسمبر کا مہینہ شروع ہو گیا۔ نہ 'ادراک' آیا نہ عابدی صاحب پر مجموعۂ مضامین ا جس کے بھیجنے کا عرصہ ہوا آپ نے وعدہ کیا تھا۔ اخیر دعافیت سے مطلع کیجیے۔

یہاں خبر ہے کہ کتب خانۂ خدا بخش میں ڈرضیاء الدین انصاری صاحب کا تقرر ہو گیا ہے اور وہ جنوری میں وہاں چارج لے لیں گے۔ میری ابھی تک ان سے ملاقات نہیں ہوئی ہے۔ آپ کے یہاں اساتذہ کی اسٹرائک ختم ہوئی یا نہیں۔

سید محمد اسحٰق بلخی واقف (کراچی) برادر سید یوسف الدین بلخی باطن کا مجموعۂ کلام اور ان کی بیگم صاحبہ کی خودنوشت میرے پاس آ گئی ہے۔ واقف مرحوم پر میرے مضمون کی نقل نہیں مل رہی ہے۔ نئے معلومات کی روشنی میں کچھ اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر یہ حصہ کمپوز ہو گیا ہے تو پھر بطور استدراک کچھ لکھا جا سکتا ہے۔

رمضان اور عید کی تہنیت قبول فرمائیے۔ جناب نادم بلخی صاحب کو بہ وقت ملاقات سلام کہیے۔

کیا بہار میں سادات کرام کی کوئی بستی گوپال گنج ۲ بھی ہے۔ کبھی خیال ہوتا ہے اختر حسین عظیم آبادی اختر دسروش گوپال پور کے نہیں شاید گوپال گنج جا کر آباد ہو گئے ہوں۔

مدرسہ سلیمانیہ جائیں تو عبرتی کے تذکرے کا عکس ضرور حاصل کریں۔ مولانا مصطفیٰ جوہر کا کلام حاصل کیجیے اور ان پر مضمون لکھیے۔ ان کے صاحبزادے مولانا طالب جوہری کا۳ دیوان کراچی سے شائع ہو گیا ہے۔ والسلام

مختارالدین احمد

(۲۲)

باسمہ

علی گڑھ

۸/ جنوری ۲۰۰۱ء

عزیزی ڈاکٹر سید حسن عباس صاحب السلام علیکم

عید سعید اور سال نو کی تہنیت آپ بھی قبول کریں اور میری طرف سے جناب نادم بلخی صاحب کو بھی پیش کریں ولو متاخراً۔

عرصے سے آپ کا کوئی خط نہیں آیا۔ خط کا جواب بھی نہیں۔

۲ر میں نے لکھا تھا کہ مدرسہ سلیمانیہ جانا ہو تو وہاں سے عبرتی عظیم آبادی کے تذکرے کی زیروکس کاپی بنوا کر بھیج دیں۔ اپٹنہ سے نقل نہیں آئی لیکن سندھ جیسے دور دراز علاقے سے اس کی عکسی نقل آ گئی اور لاہور میں ایک نسخے کی نقل تیار ہو رہی ہے جو اس ماہ آ جانے کی توقع ہے۔

۳ر رسالہ 'ادراک' جولائی۔ اگست تک شائع ہونے والا تھا۔ اب نیا سال شروع ہو گیا۔ خیر ایسے کاموں میں تاخیر ہوتی ہے یہ میں جانتا ہوں۔ لیکن دو سطریں لکھ کر آپ اطلاع تو کر سکتے تھے۔ کہ اتنا کام ہوا ہے اور کتنا کام باقی ہے۔ میرا مضمون بلخی حضرات پر کمپوز ہوا یا نہیں۔ پروف آپ خود دیکھیں دوسروں پر بھروسا نہ کریں۔۲ اگر آسانی سے ممکن ہو تو ایک پروف مجھے بھجوا دیں تو کیا کہنا۔

۴ر ڈاکٹر ضیاء الدین انصاری۳ یہاں سے ۳۱ جنوری کو روانہ ہو کر یکم فروری کو وہاں پہنچیں گے سنا ہے ان کی مدت ملازمت یہاں صرف ایک (؟) سال رہ گئی ہے۔

۵ر یاقوت مستعصمی کی تحریروں کا خیال رکھیے گا۔ پٹنہ جائیں تو خدا بخش میں تلاش کریں اور ان کے عکس بنوا دیں۔۴

۶ر یہ خط اس لیے لکھ رہا ہوں کہ علی گڑھ میں تقسیم ہند سے پہلے مظفر پور کے ایک صاحب نصیر الدین حیدر بغرض تعلیم مقیم تھے۔ یہ راجا محمد یعقوب سکنہ پرسوئی ضلع مظفر پور بہار کے بیٹے یا قریبی عزیز تھے۔ یہ نصف صدی پہلے کی بات ہے۔ لیکن اگر یہ گاؤں وہاں باقی ہے تو وہاں کے کسی باسی سے ان کے کوائف معلوم ہو سکتے ہیں۔ یہ مختار مسعود (لاہور) کے معاصر اور ہم سبق تھے۔ یہ نہیں معلوم اسکول کے ہم سبق تھے یا انھوں نے بھی اکنامکس میں ام۔ اے کیا تھا اگر ایسا ہے تو بہار میں بس کسی اچھے عہدے پر ملازم رہے ہوں گے اور ان کے جاننے والے آپ کو مل جائیں گے۔ علی گڑھ کے پرانے لوگوں سے پوچھیے اور اس گاؤں کے لوگوں سے بھی۔۵

آپ نے میرزا اختر حسین وسروش عظیم آبادی ساکن گوپال پور (یا گوپال گنج؟) کا کچھ پتا چلایا؟۔۶

الحمد للہ کہ اساتذہ کی ہڑتال ختم ہوئی اور آپ لوگ درس وتدریس میں پھر مشغول ہو گئے۔ امید (ہے) آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۲۳)

باسمہ

علی گڑھ

۲۰/۱/۲۰۰۱ء

مکرمی دکتر سید حسن عباس صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۱۳ر جنوری کو ملا۔ میں نے لطیف حسین صاحب۱ کے علاوہ دکتر مقصود احمد صاحب۲ کو بھی لکھا ہے ان شاء اللہ یہ لوگ مضمون ضرور لکھیں گے۔ مقصود صاحب کو آپ بھی لکھیے گا۔

میں دکتر نذیر احمد صاحب سے بھی کچھ بھجواؤں گا۔ آپ کا کوئی خط ابھی [اُنھیں] نہیں ملا ہے۔
یادگار نامہ۳ کے پندرہ بیس مضامین کی کتابت ہوگئی ہے جو مضامین مجھے ملتے رہے ہیں میں دکتر نذیر احمد صاحب کو دیتا رہا۔ آپ کے مضمون کا عنوان کیا تھا؟ شاید آزاد بلگرامی یا ان کی کسی تصنیف پر تھا۔
گنجینۂ قرآن (گلچیں معانی) سے یاقوت کے رقم کردہ نسخوں کا حال زیروکس بنوا کر فوراً بھیج دیجیے۔ عکس ایسا ہو کہ اسے شائع کیا جاسکے۔۴
ایک پیکٹ بھیج رہا ہوں اس کی طرف فوراً توجہ کر کے ممنون کیجیے۔ کتاب کے ساتھ بطور مقدمہ چھپے گا۔۵
'ادراک' کا پہلا شمارہ کب تک آرہا ہے۔ بلخی مرحوم پر صفحہ دو صفحہ لکھ کر بھیج رہا ہوں۔
وہاں سے مطبوعہ رسائل وغیرہ آرہے ہیں۔ مخطوطات الموصل چلپی کی [کتاب] میں نے لائیڈن میں دیکھی تھی لیکن یاقوت کی رقم کردہ کتاب کا یاد نہیں آتا کہ ذکر پڑھا ہو لیکن اس وقت مجھے یاقوت سے دل چسپی نہیں تھی۔ اس لیے، بہ خوبی ممکن ہے کہ اس کے لکھے ہوئے مخطوطے کا ذکر پڑھا ہو لیکن حافظے میں محفوظ نہ رہا ہو۔
ویسے یاقوت عام طور پر مختصر کتابیں لکھتا تھا۔ آپ نے چلپی کی کتاب خود دیکھی ہے یا مولانا سبط الحسن۶ کی کتاب میں اس کا ذکر پڑھا ہے۔ مرحوم میرے دوستوں میں تھے۔ برسوں ان کا ساتھ رہا۔ خوب بزرگ تھے۔ خدا مغفرت فرمائے۔
بلخی صاحب کے سلسلے میں دو تین صفحے لکھ کر بھیج رہا ہوں۔ شاید اب بھی آپ گنجایش نکال لیں۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۲۴)

علی گڑھ

۲۴/۱/۲۰۰۱ء

عزیزی   السلام علیکم

آپ کا خط اور رسالہ ادراک ملا۔ پڑھ کر خوشی ہوئی۔ رسالہ دیکھ کر زیادہ مسرت نہیں ہوئی۔ یہ اس توقع سے کہیں کم ہے جو میں نے آپ کی (ادارت) میں کسی علمی ادبی رسالے کی اشاعت کے بارے میں قائم کر رکھی تھی۔
کتابت وطباعت کی کمیوں کے بارے میں تو آپ کا عذر معلوم ہوا لیکن مضامین کے معیار اور ذوقِ انتخاب کی پوری ذمہ داری تو آپ کی ہے۔ رسالہ کا معیار بلند نہیں۔ آپ سے اچھے مضامین نظم ونثر کے انتخاب کی توقع تھی۔ منظومات کے معیار کا خاص طور پر خیال رکھیے۔
آپ علمی وتحقیقی اور معیاری ادبی رسالہ شائع کریں تو ایک نئے رسالے کی اشاعت کا جواز پیدا ہوسکتا ہے۔ ورنہ بہت سے رسالے ہندستان میں ماہانہ اور سہ ماہی شائع ہو رہے ہیں۔ ایک نئے رسالے کی کیا ضرورت ہے۔ 'چھیڑ خوباں سے' قسم کے عنوانات آپ کیوں قائم کریں۔ آپ کوئی مزاحیہ رسالہ نہیں شائع کر رہے ہیں۔ ایسی منظومات، الپنچ قسم کے رسالوں میں شائع ہوں تو بات سمجھ میں آتی ہے۔ آپ ایران کے تعلیم یافتہ ایک محقق ڈاکٹر سید حسن عباس ہیں۔ احمد جمال پاشا۷ نہیں۔ مرحوم میرے ملنے والوں میں تھے۔ ان کا اپنا انداز تھا اور اس میں وہ کامیاب تھے۔ وہ اچھے انشا پرداز اور کامیاب مزاحیہ نگار

تھے، محقق نہ تھے، آپ محقق ہیں۔ یہ فرق ہے آپ دونوں میں۔ ان کا رسالہ کامیاب تھا۱۳ اپنے رنگ میں۔ آپ اپنا رسالہ اپنے رنگ میں نکالیے۔

آپ کے رسالے کے ساتھ ہی حامدی کشمیری کا رسالہ 'جہات' آیا ہے۔ کہیں بہتر ہے۔ میں تو چاہتا ہوں کہ جو رسالہ آپ نکالیں وہ 'جہات' سے بھی بہتر ہو۔ اس میں تحقیقی مضامین نہیں ہیں۔ آپ کے رسالے میں ضرور ہوں۔ 'چھیڑ خوباں سے' کی جگہ آپ کے رسالے میں ایک عنوان 'گاہے گاہے باز خواں ۰۰۰' ہونا چاہیے۔ احمد جمال پاشا کا مضمون اگر مطبوعہ ہے تو اسی عنوان کے تحت چھپنا چاہیے تھا۔

'جہات' شاید وہاں نہ پہنچا ہو۔ تازہ شمارہ بھیج رہا ہوں۔ خدا کرے آپ تک پہنچ جائے۔ مقالات کم و بیش سب اچھے ہیں۔ آرا کے کتبے، میں کچھ قدیم کتبے بھی ہوتے تو اچھا تھا۔ قند پارسی کے تحت دونوں تحریریں ٹھیک ہیں لیکن بہت مختصر۔ منظومات کچھ زیادہ ہیں ممکن ہے آپ کی مجبوری یہ ہو کہ یہ سارے شعرا آپ کے رسالے کے خریدار ہوں۔ تبصرے سب اچھے ہیں۔ ہر شمارے میں دو تحقیقی مضامین ضرور شائع کیجیے چاہے وہ آپ ہی کو لکھنے پڑیں۔ اسی طرح بہار کے قدیم و جدید مصنفین و شعرا پر دو مضمون ضرور ہوں۔

میں نے جو کچھ لکھا اس کا برا نہ مانیے۔ آپ کی تعریف کرنے والے بہت مل جائیں گے۔ آپ کو عزیز رکھتا ہوں اس لیے کڑی تنقید کر رہا ہوں۔ موجودہ 'ادراک' سے کہیں اچھا معیار اس 'ادراک' کا تھا جو پندرہ سال پہلے آپ شائع کرتے تھے۔

یہ خط صرف آپ کے مطالعے کے لیے ہے پڑھ کر ضائع کر دیجیے۔ دوسرے شمارے کے لیے نظیر صدیقی کے بیس بائیس خط دے سکتا ہوں بشرطیکہ آپ ایک قسط میں چھاپ دیں۔ اتنی گنجائش آپ نکال سکیں تو لکھیے۔ دوسرا شمارہ تو بلخی نمبر ہوگا۔ آپ یہ خطوط چھاپیں گے تو تیسرے شمارے میں۔

خط کا جواب اور 'جہات' کی رسید بھیجیے گا۔ والسلام

مختار الدین احمد

پس نوشت: مدرسہ سلیمانیہ میں علم قوافی پر فارسی میں جوشش عظیم آبادی یا عشقی عظیم آبادی کا ایک رسالہ ہے مختصر سا اس کے عکس کی بھی سخت ضرورت ہے اس پر میرا ایک مضمون چھپ رہا ہے۔ توجہ کریں۔۵

یہ خط گوپال پور کے پتے پر ملا تھا۔

(۲۵)

باسمہ

علی گڑھ

۲۰۰۱/۵/۳۰ء

مکرمی سید حسن عباس صاحب السلام علیکم

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب پر سمینار بہت کامیاب ہوا۔ تین دن تک اجلاس ہوتا رہا۔ بیس پچیس پرچے پڑھے گئے۔ معلوم نہیں آپ کو دعوت نامہ پہنچا یا نہیں۔ خیال ہے کہ نہیں پہنچا۔ یا وقت پر نہیں پہنچا ورنہ آپ ضرور شریک ہوتے۔۱

'ادراک' کے دوسرے شمارے کی طباعت ہو رہی ہوگی۔ اس کا روزانہ انتظار رہتا ہے۔ تیسرے شمارے کی کمپوزنگ شاید آپ نے شروع کرادی ہو۔ کمپیوٹر سے اس کی کتابت کہاں ہو رہی ہے پٹنہ میں یا کہیں اور؟ آپ کو سن کر افسوس ہوگا کہ ۱۱/اپریل کو اسلام آباد میں نظیر صدیقی وفات پا گئے۔ بہت افسوس ہوا۔ پچھلے دسمبر میں وہ دہلی آئے لیکن نہ علی گڑھ آسکے نہ بہار جا سکے۔ ویز انہیں مل سکا۔ اب تو ان کے خطوط کا چھپوانا اور بھی ضروری ہو گیا ہے۔ فرصت پاتے ہی بھیجوں گا۔

مولوی اختر حسین اختر وسروش عظیم آبادی (مدرس مدرسۂ سلیمانیہ) جن کے متعلق میں نے آپ کو لکھا تھا کہ گوپال پور ر گوپال گنج چلے گئے تھے، آج ۱۹۸۴ء کی ڈائری میں اتفاق سے ان کا پتا لکھا ہوا مل گیا۔ محلّہ Tarche ڈاکخانہ شیخ پورہ ضلع مونگیر۔ مقام کا نام لکھا ہوا نہیں ہے۔ ممکن ہے ان کی دوسری بی بی یہیں کی رہنے والی ہوں۔

جوہر سیوانی ۲ پر آپ مضمون چھاپ رہے ہیں۔ مولوی صادق سیوانی پر بھی کچھ لکھیے یا لکھوایئے۔ اور جتنے شعر مل جائیں چھاپ دیجیے کہ محفوظ رہ جائیں۔ ان کے پس ماندگان سے ملیے۔

بلخی نمبر میں بلخیوں پر میرا طویل مضمون آپ چھاپ رہے ہیں تو سید یوسف الدین بلخی اور دو بلخی برادران کی وہ روایت لیں جو ترمیم شدہ اور اضافہ شدہ ہے اور خدا بخش جرنل اور قومی زبان کراچی میں شائع ہوئی ہیں۔ واقف بلخی پر کچھ اضافہ کرنا تھا لیکن دیکھیے اس کا موقع ملتا ہے یا نہیں۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۲۶)

باسمہ

علی گڑھ

۳۰/۷/۲۰۰۱ء

مکرمی السلام علیکم

نہ 'ادراک' آتا ہے نہ خط۔ میں نے ۳۰/مئی کے خط میں لکھا تھا کہ یوسف الدین بلخی اور دو بلخی برادران کی کتابت بھیجے ہوئے مسودے کی جگہ خدا بخش جرنل اور قومی زبان کے اوراق سے کرایئے کہ وہ حصے نظر ثانی اور اضافوں کے بعد چھپے ہیں۔ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔ توقع ہے کہ آپ نے اس امر کا خیال رکھا ہوگا۔

مولوی اختر حسین اختر وسروش گوپال گنج یا گوپال پور میں کس مقام کے محلہ Tascha ڈاکخانہ شیخ پورہ ضلع مونگر میں مقیم ہو گئے تھے۔ خیال ہے کہ وہیں انھوں نے وفات پائی۔ ذرا ان کا پتا چلایئے۔ دعا ہے کہ خدا آپ کی مشکلات آسان کرے۔

نادم بلخی صاحب کو سلام مسنون۔ والسلام

مختار الدین احمد

۱۱/۸ یہ خط کہیں کاغذوں میں دب گیا اور پوسٹ نہ ہو سکا۔ آج اس پر نظر پڑی اور آج ہی آپ کا خط مورخہ ۳/۸ موصول ہوا۔ آپ کے ضروری خطوط کا جواب تو میں برابر دیتا رہا ہوں۔ شاید ایک آدھ نظر انداز ہو گیا ہو۔ فصیح الدین بلخی مرحوم

کے خط کا عکس تو آپ کو مل گیا ہے اور یاد آتا ہے کہ آپ نے لکھا تھا کہ اسے مضمون میں شامل کرلیں گے۔ تلاش کیجیے۔ 'ادراک' کے مسائل کا علم ہوا۔ خدا آپ کی مشکلات آسان کرے۔

دکتر نذیر احمد بخیر ہیں۔ ان پر کوئی مضمون لکھ کر آپ بھیج دیں تو مجموعۂ مضامین میں ادکتر ماریہ ضرور شائع کریں گی۔ افسوس کہ آپ کو اطلاع نہ بھیجی جا سکی سمینار میں شرکت کی یا آپ کو نہیں مل سکی۔

حیدرآباد والی جگہ تو بہت اچھی ہے۔ آپ نے درخواست بھیج دی۔ خوب کیا۔ خدا آپ کو کامیاب کرے۔ آپ اس جگہ پر ہو جائیں تو بہت مسرت ہو۔ جابر صاحب[۲] اگر موجودہ رجسٹرار سے آپ کی صلاحیت اور کارکردگی کا اچھے لفظوں میں ذکر کریں تو بہت مفید ہو۔ رجسٹرار بہار ہی کے رہنے والے ہیں۔ وہ ان سے ضرور واقف ہوں گے۔

تہران میں مقالے کی اشاعت پر دلی مبارک باد۔[۳] والسلام

مختارالدین احمد

(۲۷)

باسمہ

علی گڑھ

یکم جنوری ۲۰۰۲ء

عزیز گرامی السلام علیکم

۱۹/دسمبر اور ۲۲/دسمبر کے خطوط ملے۔ قند پارسی دیکھوں گا۔ میں دکتر نذیر احمد صاحب کے ہمراہ ۲۸ کو دہلی گیا تھا کل ۳۰ کی شب کو واپس آیا۔ میں نے کہا غالب سمینار میں شرکت کے لیے سید حسن عباس صاحب کو مدعو کرنا چاہیے تھا۔ انھوں نے اتفاق کیا۔ آیندہ آپ ضرور مدعو کیے جائیں گے۔ اس موقع پر آپ ہوتے تو بہت سے احباب سے ملاقات ہو جاتی۔

دیوان حاتم[۱] کی متن کے درستی کا اب تک موقع نہیں ملا۔ کئی اشکالات ہیں۔ مقدمے میں بھی کچھ ترمیم و اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ ادراک کا سخت انتظار ہے۔ خطوط نظیر صدیقی، بھیج دوں گا۔ لفاف بیرنگ ہو کر آیا آپ نے ۸/ر کے ٹکٹ لگائے تھے۔ لفافہ چہل حکایات[۲] کی وجہ سے وزنی ہو گیا تھا۔ میں تو دہلی میں تھا۔ بیگم صاحبہ نے لفاف پر آپ کا نام دیکھ کر ۱۶ مزید بیرنگ کے دیکر لفاف وصول کرلیا تھا۔ بیرنگ ہونے سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ اس نے رجسٹری کا کام کیا اور قیمتی مسودہ مجھ تک بہ حفاظت تمام پہنچ گیا۔[۳]

احمد آباد کے سفر کا حال معلوم ہوا۔[۴] یہ اس بارہ دنوں کی علمی روداد آپ قلم بند کر کے آیندہ ادراک یا کسی رسالے میں شائع کرادیں۔ جن لوگوں سے آپ کی ملاقاتیں ہوئیں اور جو کتابیں آپ کی نظر سے گزریں ان کا ذکر کر دیجیے، اچھا مفید مضمون ہو جائے گا۔

ضرورت ہو تو خطوط پر حواشی لکھ لیجیے گا۔ کوئی بات پوچھنی ہو تو پوچھ لیجیے گا۔[۵] خوشی ہوئی کہ آپ کا مقالہ تہران میں زیر اشاعت ہے۔[۶] ایران شناسی میں آپ کا مضمون چھپے تو اس[*] کے آف پرنٹس (اس کا ترجمہ ڈاکٹر داود رہبر نے جاپچہ کیا ہے۔ کیا یہ لفظ ایران میں مروج ہے؟) بھیجے گا پٹنہ کے حسن صاحب[۸] [کا] آپ نے ذکر کیا ہے ان سے اوران کے کام سے مایوسی ہوئی پھر بھی ان سے آپ کا ذکر کروں گا۔ لیکن ان سے زیادہ توقع نہ رکھیے۔

علی گڑھ، دہلی، آپ کے لیے موزوں جگہ ہے لیکن ہر جگہ اپنے اپنے مسائل ہیں۔ یہاں لائبریری کیوریٹر کی اسامی پُر نہیں ہوئی۔ اس کے لیے آپ بہت موزوں ہیں خدا آپ کے مسائل جلد حل کرے۔[9]

ڈسائی صاحب کو اطلاع دیدوں گا۔[10] عید اور سال نو کی تہنیت آپ کو اور نادم بلخی صاحب کو بھی پیش کرتا ہوں۔

والسلام

مختارالدین احمد

(۲۹)

باسمہ

علی گڑھ

۸؍جنوری ۲۰۰۲ء

سید صاحب مکرم السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۲۰۰۱/۱۲/۳۱ ابھی ملا۔ 'چہل حکایت' کا نسخہ مل گیا تھا۔ رسید بھیج چکا ہوں۔ کوئی مناسب آدمی مقابلۂ متن کے لیے نہیں ملا تو خود ہی لائبریری جا کر علی گڑھ کے نسخہ سے مقابلہ کروں گا اس عکسی نقل کا [کی] جو آپ نے بھیجی ہے۔ دسائی صاحب کو اطلاع دے دوں گا۔ ان کا پتا تلاش کر رہا ہوں۔ آپ اچھا کرتے ہیں کہ خط پر اپنا پورا پتا درج کر دیتے ہیں۔ ورنہ پھر خطوط کے انبار میں پتے کے لیے پرانا خط تلاش کرنا پڑتا ہے اور پھر جواب میں کبھی کبھی تاخیر ہو جاتی ہے۔ اب دیکھیے ابھی آپ کا خط ملا اور ابھی جواب دے رہا ہوں کس واسطے کہ آپ کے خط میں آپ کا پتا درج تھا۔ نادم بلخی صاحب کی رسید آ گئی تھی۔ آپ نے بعض ضروری باتیں نہیں لکھیں۔ ا۔ مدرسہ سلیمانیہ کے مخطوطات کی فہرست کی عکسی نقل ا۔ عبرتی کے تذکرے کی نقل بھیجیے ۔۲۔ ادراک شمارہ ۲ کے بارے میں آپ نے ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔ ڈاکٹر ظفر کمالی صاحب تو مجھ سے کوئی ایک مہینہ پہلے کہتے تھے کہ رسالہ چھپ گیا ہوگا اور آج کل میں پہنچے گا آپ کے پاس۔ میں طباعت کی مشکلات سے واقف ہوں۔ سمجھتا ہوں کہ آپ کے سامنے کیسے کیسے مسائل ہوں گے۔ ۳؍آپ کا کھاتا کس بینک میں ہے اور کس نام سے۔ اگر ادراک کے لیے کچھ بھیجا جائے تو چک آسانی سے کیش کرالیں گے آپ؟ فوراً جواب دیجیے۔ حضرات بلخ پر آپ کا شمارہ کب شائع ہوگا؟ شمارہ ۳ کے لیے آپ کی فرمائش نظیر صدیقی کے خطوط کے لیے مجھے یاد ہے، فرصت پاتے ہی خطوط نکلوا کر عکس بنوا کر بھیج دوں گا۔ شمارہ ۳ ہی کے لیے محمد عالم مختار حق صاحب کا مضمون آپ کو بھیجا ہے۔ اسے دیکھ لیا ہے، مختصر کر دیا ہے۔ قاضی صاحب کی کوئی مناسب تحریر یا خط مل گیا تو اس شمارے کے لیے بھیج دوں گا۔

'گوشۂ مختار' تین چار سو صفحوں میں آیا ہے خیر یہ تو زیادہ وزنی نہیں لیکن تحقیق کے جس شمارے میں چھپا ہے وہ کوئی ہزار صفحوں سے زیادہ ہے ۔۔۔ وہاں اور یہاں کے محصول پر رسالے کی اصل قیمت سے زیادہ خرچہ آئے گا۔ پھر بھی آپ کے لیے ایک نسخہ منگوا کر محفوظ ۔۔۔ حیف بر جان سخن گر بہ سخنداں نرسد

یہاں ۔۔۔ معتمد اور ذمہ دار طالب علم آپ کے یہاں کے ہوں تو گھر جاتے وقت یہ مجموعہ آپ کے لیے لیتے

جائیں تو انھیں لکھیے کہ وہ مجھ سے ملیں۔ آپ نے یہ شمارہ خدا بخش لائبریری میں دیکھا ہوگا۔ اس میں ایک دو مضمون ایسے ہیں کہ آپ ترجمہ کر سکتے ہیں۔ نادم بلخی صاحب کو سلام کہیے

خیر طلب
مختار الدین احمد

(۲۹)

باسمہ

علی گڑھ
۹ر جنوری ۲۰۰۲ء

مکرمی و عزیزی سید حسن عباس صاحب السلام علیکم

میں نے پچھلے خط میں آپ سے پوچھا تھا کہ بینک میں آپ کا اکاؤنٹ کس نام سے ہے۔ اب خیال ہوا کہ خط کے پہنچنے اور آپ کے جواب آنے میں دو ہفتے لگ جائیں گے پھر بگمان غالب آپ کا اکاونٹ سیوان کے کسی بینک میں ہوگا اس لیے آج بینک جا کر پروفیسر نادم بلخی صاحب کے نام ایک ہزار کا ڈرافٹ بنوایا لایا اور اب ڈاک سے آپ کو بھیج رہا ہوں۔ ا چک اس لیے نہیں بھیج رہا ہوں کہ اس کے ذریعہ ہفتوں بلکہ مہینوں کے بعد آپ کو رقم ملتی۔

یہ رقم رسالہ ادراک کے لیے ہے۔ آپ جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ آپ اب تک قلمی معاونت چاہتے رہے ہیں۔ کبھی مالی معاونت آپ نے نہیں چاہی لیکن میں سمجھ سکتا ہوں کہ آپ کی مشکلات کیا کیا ہیں۔ اسے قبول کر کے شکریے کا موقع دیجیے۔ نادم بلخی صاحب کو سلام شوق۔ والسلام

مختار الدین احمد

ڈرافٹ مبلغ ایک ہزار روپیہ جسکا نمبر 067943
مورخہ ۹ جنوری ۲۰۰۲ء

(۳۰)
باسمہ

شنبہ ۱۸ر مئی ۲۰۰۲ء

DR. MUKHTARUDDIN AHMED
NAZIMA MANZIL
4/286 AMIR NISHAN ROAD
DODHPUR. ALIGARH 202002
Phone: (0571) 403517

عزیزی السلام علیکم

ابھی نظیر صدیقی مرحوم کے خطوط کا پلندا بنوا کر ایک عزیز کو جنرل پوسٹ آفس بھیجا ہے کہ آپ کو رجسٹری کر دیں۔ دودھ پور کے ڈاک گھر میں آج شنبہ کو ۱۲ بجے کے بعد رجسٹری نہیں لی جاتی۔ اس طرح آپ کو یہ پیکٹ مل جائے گا۔

آپ شمارہ (۳) میں ان خطوط کے چھپنے کا اعلان کر چکے ہیں۔ ادھر حواشی لکھنے میں بہت وقت صرف ہوا اور اس قدر تاخیر ہوئی۔ معلوم نہیں اس شمارے میں اب آپ شائع کر سکیں گے یا نہیں۔ اپنے سارے ضروری کام چھوڑ کر میں اس کام میں لگا رہا پھر بھی جلد نہ بھیج سکا۔ حواشی آپ کو پسند آئیں گے۔ ایک نظر آپ ڈال لیجیے کوئی بات دریافت طلب ہو تو بلا تکلف پوچھ لیجیے۔ میں نے عبارت مختصر رکھنے کی پوری کوشش کی ہے پھر بھی کہیں ضروری ہو تو حذف کر دیں۔ پروف خود پڑھیے اور آخری پروف مجھے بھیجیے۔ مضمون کمپوز کرانا شروع کر دیجیے۔ صفحے دو صفحے کی تمہید بعد کو بھیج دوں گا۔ رسید فوراً بھیج دیجیے گا۔

اب اسے دوسرے پوسٹ آفس بھیج رہا ہوں کہ آج ہی کی ڈاک سے نکل جائے۔

مختار الدین احمد

(۳۱)

باسمہ

علی گڑھ

۲۰۰۲/۵/۱۸ء

سید حسن عباس صاحب السلام علیکم

آج شنبہ ہے دودھ پور کے ڈاک گھر میں رجسٹری کا وقت گزر گیا۔ ایک عزیز کو بڑے ڈاک گھر بھیجا ہے وہاں سے بھی واپس آ گیا۔ اب پیر کو روانہ کروں گا، گوپال گنج (صحیح گوپال پور) کے پتے پر۔ اس خیال سے کہ آپ کا کالج شاید بند ہو گیا اور آپ ڈالٹن گنج سے گوپال پور چلے گئے ہوں۔

پیکٹ میں نظیر صدیقی مرحوم کے خطوط ہیں۔ صفحے دو صفحے کی تمہید بعد کو بھیج دوں گا۔ کمپوز کرانا شروع کرا دیجیے۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب نے ڈیسائی صاحب کے خطوط آپ کو بھیج دیے ہیں۔ اب آپ کو مل گئے ہوں گے۔

کیا ڈاکٹر ظفر کمالی (Z.A اسلامیہ کالج سیوان) سے آپ واقف ہیں؟ وہ گوپال گنج، اسلامیہ محلہ 841428 سے تعلق رکھتے ہیں۔

مضمون کی رسید فوراً بھیج دیجیے گا۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۳۲)

باسمہ

علی گڑھ

دوشنبہ ۱۱ / مارچ ۲۰۰۲ء

عزیز گرامی سید حسن عباس صاحب السلام علیکم

ادراک (۲) کا پیکٹ ۸ / مارچ کو موصول ہوا۔ آئندہ مطبوعات رجسٹرڈ پارسل سے نہ بھیجا کیجیے یہ بہت گراں پڑتا ہے۔ رجسٹر بک پوسٹ بلکہ رجسٹرڈ پیکٹ بھیجا کیجیے لیکن اس کے پیکٹ بنانے کے اپنے اصول ہیں جو ڈاک گھر والے آپ کو بتا دیں گے۔

'ریاض الافکار' کا عکس بھی ملا۔ یہ چونکہ زیروکس کاپی ہے اس لیے یہ بھی مطبوعات میں شامل ہے۔ یا تو آپ کو غلط فہمی ہوئی یا مجھ سے چوک ہوئی۔ مجھے اس کتاب کی نہیں تذکرہ معراج الخیال کے عکس کی ضرورت ہے جس کے کئی نسخوں کے عکس میرے پاس موجود ہیں۔ ان میں سے ایک مولانا محمد مصطفیٰ جوہر مرحوم (مدرسہ عباسیہ گلزار باغ، جن کی وفات کراچی میں ہوئی۔) کے کتب خانے کا نسخہ ہے۔ عکس ریاض الافکار آپ کو واپس کر دوں گا۔ آپ نے ایک مضمون اس پر لکھا بھی ہے اب ایک مفصل مضمون لکھ ڈالیے۔ اب جب آپ پٹنہ جائیں تو معراج الخیال کا عکس بنوا کر بھیجیے۔ مدرسہ سلیمانیہ کا نسخہ تیس چالیس سال پہلے کوئی ایک ہفتے تک میرے پاس رہا ہے اور میں نے بعض شعرا کے تراجم و اشعار نقل کرا لیے تھے۔ اب ان میں سے کچھ اوراق ضائع ہو گئے ہیں۔ یہ نسخہ ایک نمائش میں آیا تھا اور سید حسن عسکری صاحب کی عنایت سے واپسی سے پہلے بہت دنوں تک اس سے استفادے کا موقع ملا تھا۔

آپ مجھ سے ادراک (۲) پر رائے مانگتے ہیں۔ اگر میری رائے کی کچھ اہمیت ہوتی تو حصہ اول پر جو رائیں میں نے آپ کو لکھ کر بھیجی تھیں وہ آپ ضرور شائع کرتے۔!

میرے کئی مضمون بھی آپ کے پاس تھے۔ بلخی ۲ حضرات کے سلسلے میں وہ سب تو آپ ایک شمارے میں شائع کرنے سے رہے۔ یہ نہیں تو عشقی والا مضمون شائع کر دیتے عشقی کی واسوخت ۳ کے ساتھ۔

مختصر طور پر لکھ سکتا ہوں کہ شمارۂ دوم نے ترقی کی ہے۔ متعدد مضامین قابل مطالعہ ہیں۔ اثاثۂ دیگر، فضل حسین، مظفر پوری، مجموعۂ لطایف، کتب خانہ مجیبیہ، عبرتی وغیرہ۔ آپ نے تبصرے بہت اچھے لکھے ہیں خاص کر پہلا تبصرہ مجھے پسند آیا۔ نظیر صدیقی کے خطوط نکلوا کر ان کے عکس بنوا لیے ہیں لیکن منگوانے سے پہلے آپ فیصلہ کر لیجیے کہ یہ خطوط سب کے سب اگلی اشاعت میں شائع کر سکیں گے یا نہیں۔ یہ تعداد میں ۳۲ ہیں غالباً چالیس پچاس صفحوں میں آئیں گے سطر ۲۵ یا ۲۷ سطری بھی ہو سکتا ہے اگر آخر میں بطور ضمیمہ علیحدہ سرورق کے ساتھ آپ شائع کریں۔ آپ نے مضامین عابدی بھیجنے کا وعدہ کیا تھا ۴ ادراک کی کتابت و طباعت بہت کچھ اصلاح چاہتی ہے کسی اور مطبع سے رجوع کیجیے۔ نادم صاحب اور ان کے صاحبزادے کو سلام و دعا کہیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۳۳)

باسمہ

علی گڑھ

۲۰۰۲/۴/۷ء

سید حسن عباس صاحب السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ ہر چند طبیعت اس زمانے میں مضمحل اور حالات حاضرہ کی وجہ سے بے کیف ہے لیکن کوئی وجہ نہیں کہ ادراک (۲) کی رسید میں نے آپ کو نہیں بھیجی ہو۔

رسالہ ۸ مارچ کو مل گیا تھا۔ اس دن نہیں تو دوسرے دن رسید بھیجی ہو گی۔ ظاہراً خط ڈاک میں ضائع ہوا۔ یہ شمارہ

آپ نے بہت اچھا مرتب کیا ہے اور پہلے شمارے سے کہیں بہتر ہے۔ توقع ہے کہ ہر شمارہ اسی طرح ترقی کرتا رہے گا۔ متعدد مضامین قابل مطالعہ ہیں: اثاثۂ دلگیر (کالیداس گپتا) فضل حسین مظفر پوری (شاہد اقبال)، مجموعۂ لطایف (عارف نوشاہی)، کتب خانہ مجیبیہ پھلواری (ہلال احمد قادری)، وزیر علی عبرتی (سید حسن عباس)، واسوختِ عشقی بھی دیکھا، نسبت کا کوئی اور مستند حوالہ مل جائے تو خوب ہو۔

میں نے کسی پچھلے خط میں تذکرہ ریاض الافکار کے عکس کی رسید بھیجی ہے اور یہ لکھا ہے کہ مجھے تذکرہ معراج الخیال کا عکس مطلوب ہے جو شعرا کا تذکرہ ہے۔ توجہ فرمائیے۔

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب پرسوں تشریف لائے تھے۔ انھیں ادراک ۲ مل گیا ہے۔ وہ اب اس کے معیار سے خوش نظر آئے۔ میں نے کہا وہاں [کذا] کوئی مضمون۔ وہ بولے حسن عباس صاحب کا میرے پاس خط نہیں آیا۔ ظاہر اً یہ بھی راہ میں ضائع ہوا۔ آپ فوراً انھیں خط لکھ کر مضمون منگوائیں۔

نظیر صدیقی کے خطوط کے عکس بنوا لیے ہیں۔ آنکھیں تکلیف دینے لگی ہیں پھر بھی ضروری حواشی لکھ کر جلد ہی بھجوا دوں گا۔ صفحہ دو صفحہ کی تمہید اگر ممکن ہوا تو لکھ دوں گا ورنہ کمپوزنگ کے بعد لکھ لیں گے۔ اصحاب بلخ [۱] کا مفصل مضمون آپ کس شمارے میں شائع کر رہے ہیں؟ امید (ہے) بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۳۴)

باسمہ

علی گڑھ

۲۸/۴/۲۰۰۲ء

عزیزی سید حسن عباس صاحب السلام علیکم

۲۴ مارچ ۲۰۰۲ کو ڈاکٹر ضیاء الدین ڈیسائی احمد آباد میں انتقال کر گئے۔ اناللہ۔ یہ بڑا علمی سانحہ ہے۔ خدا انھیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔

آپ نے خوب کیا کہ ان کے نام ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کے خطوط لے آئے۔ ڈاکٹر صاحب سے پرسوں کئی گھنٹے بہت تفصیلی ملاقات ہوئی۔ انھوں نے ڈیسائی صاحب کے سارے خطوط رجسٹری سے بھیج دیے ہیں۔ بیشک انھیں پہلے چھاپیے پھر ڈاکٹر صاحب کے خطوط شائع کیجیے۔ میرے پاس کچھ خطوط ہوں گے وہ بھی میں آپ کو بھیج دوں گا۔ [۱]

۲۔ تذکرہ معراج الخیال [۲] کا خیال رہے۔ یہ نسخہ میرے پاس ہفتوں رہا ہے تلاش کر کے نکالیے۔ ریاض الافکار میں نے اپنے ایک عزیز سے اڈٹ کرایا تھا جامعہ کلکتہ سے اس پر انھیں ڈاکٹریٹ [۳] ملی۔ پھر معلوم نہیں ان کی توجہ اس کی اشاعت کی طرف کیوں نہیں رہی۔ ان کا مقالہ کلکتہ یونیورسٹی میں محفوظ ہوگا۔ میرے کتب خانے میں بھی اس تذکرے کا ایک نسخہ ہے۔ عبرتی کی اور تصانیف کے ساتھ مجلد ہے۔ موقع ملا تو اس مجموعے پر بھی ایک مضمون لکھوں گا۔

۳۔ سیمینار میں شرکت کی اطلاع ملی۔ رام موہن رائے کی روزنامہ نگاری پر مضمون دانش یا کسی اچھے رسالے میں شائع کیجیے۔

۴۔بلخی حضرات پر مکمل مضمون چھاپیے اور وہ ٹکڑے جو قومی زبان کراچی اور خدا بخش جرنل میں چھپے ہیں ان سے کمپوز کرائیے کہ میں نے بعد کو کچھ ترمیم و اضافہ کیا ہے اصل مضمون آپ کو بھیجنے کے بعد۔ یہ بات پہلے بھی آپ کو لکھ چکا ہوں۔

۵۔حکیم ظل الرحمٰن صاحب پر تو میں نے کوئی مضمون نہیں لکھا آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔

۶۔قاضی صاحب کے بعض خطوط آپ کو ادراک کے آیندہ شماروں کے لیے دوں گا لیکن پہلے وہ آپ چھاپیں گے جو میں نے قومی زبان کراچی اور غالب نامہ دہلی میں شائع کیے ہیں۔ یہ آپ کے علاقے کے بیشتر اصحاب کی نظر سے نہیں گزرے ہیں۔ ان پر میرے حواشی آپ کو پسند آئیں گے غیر مطبوعہ خطوط پر حواشی لکھنے میں بہت وقت لگے گا اس کی فی الحال فرصت نہیں نادم بلخی صاحب اور ان کے صاحبزادے کو واجبات۔ والسلام۔

مختار الدین احمد

(۳۵)

علی گڑھ

۲۰۰۲/۷/۵ء

سید حسن عباس صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ یکم جولائی کچھ دیر پہلے ملا۔

۱۔نظیر صدیقی مرحوم کے خطوط پر صفحہ دو صفحہ لکھ کر جلد ہی بھیج دوں گا۔ آپ پروف خطوط کے پڑھ کر تصحیح کرالیں تو میرے پاس ضرور بھیج دیں۔ ایک نظر اس پر میری بھی پڑ جائے تو اچھا ہے۔

۲۔آف پرنٹس کا انتظام ضرور کریں۔ پچیس پچاس ہی سہی اگر سو نہیں۔ کاغذ کی قیمت میرے ذمے۔ یہ کام توجہ اور ہوشیاری چاہتا ہے۔ ورنہ بعد کو پریس والے اکثر نہیں دیتے ہیں کہ فرمے سارے چھپ گئے، غلطی ہوگئی منیجر کو فرمایش یاد نہ رہی وغیرہ وغیرہ۔

۳۔دیسائی صاحب کے خطوط کچھ میں بھی بھیج دوں گا۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کے نام کے خطوط چھاپنے کے بعد یہ بھی چھاپ دیجیے گا۔ اگر ایک شمارے میں دونوں کے نام کے خطوط چھاپنا مشکل ہو۔

۴۔قاضی صاحب کے خطوط ایوان غالب سے چھپنا طے ہوگیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کئی بار کہہ بھی چکے ہیں۔ یہ کئی مجلدات میں آئیں گے۔ ہاں! آپ کے لئے میں یہ کروں گا کہ ان کے جو خطوط میں نے قومی زبان (کراچی) یا کہیں اور چھپوائے ہیں، ان کی زیروکس کاپی بھیجدوں گا۔ کس واسطے کہ وہ ہندوستان میں چند ہی نفوس کی نظر سے گزرے ہوں گے اور آپ کے رسالے کے ناظرین کی نظر سے تو یقین ہے نہیں گزرے ہوں گے لیکن یہ ذرا ٹھہر کر۔

۵۔سرور صاحب پر کچھ نہ بھیج سکوں گا۔ ڈاکٹر صاحب کو لکھیے کہ دیسائی صاحب پر ایک تاثراتی نوٹ لکھ دیں۔ میں بھی انھیں متوجہ کروں گا۔ مجروح، سردار، گپتا وغیرہ پر تو بہت کچھ چھپا ہے۔ بہار و بنگال میں اس زمانے میں کسی اچھے مصنف و شاعر کی وفات ہوئی ہو تو ان پر آپ ضرور تاثراتی مضمون/نوٹ ضرور شائع کریں اس لیے کہ یہ آپ ہی کا رسالہ کرسکتا ہے۔

قند پارسی، دیکھوں گا۔ دوسرا مضمون ان لوگوں کے پاس ہے۔ آپ موقع نکال کر میرا مضمون بھی ترجمہ کر کے رکھیں۔

مختار الدین احمد

(۳۶)

علی گڑھ

۲۸/۱۱/۲۰۰۲ء

عزیز گرامی السلام علیکم

ادراک کا تازہ شمارہ نہیں آیا تو میں تاخیر کی وجوہ اور آپ کی مشکلات سمجھ سکتا ہوں۔ خدا حالات مساعد کرے۔ خیال تھا کہ نظیر صدیقی مرحوم کے خطوط کے پروف آئیں گے تو اسی کے ساتھ ایک صفحے کی تمہید بھی لکھ کر بھیج دوں گا۔

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کی بیگم صاحبہ علیل ہیں۔ علاج دہلی میں ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب پچھلے ماہ بیشتر وہیں رہے۔ آج کل آئے ہوئے ہیں عید کے بعد پھر جانے والے ہیں۔ آپ بیگم صاحبہ کے لیے دعا کیجیے اور ڈاکٹر صاحب کو علی گڑھ کے پتے پر ہمدردی و تسلی کا خط لکھیے۔

انھوں نے ۱۱ اکتوبر کو ایک خط اور میں نے 'مختار نامہ' کا ایک نسخہ برائے مقالہ و تبصرہ بھجوایا تھا۔ وہ چیزیں ملی ہوں گی۔ ڈاکٹر صاحب کے زیر ترتیب مجموعہ مضامین ۲ کے لیے آپ تو کوئی مضمون (علمی نہ ہو تو تاثراتی) ضرور لکھیں گے لیکن کیا پروفیسر نادم بلخی صاحب بھی کچھ لکھ سکیں گے؟

امید (ہے) آپ بخیر ہوں گے۔ عید کی تہنیت قبول فرمائیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

ڈاکٹر سید حسن عباس معرفت پروفیسر نادم بلخی

کنڈ محلہ، ڈالٹن گنج ۸۲۲۱۰۱

ضلع پلاموں

(۳۷)

علی گڑھ

۶ مئی ۲۰۰۳ء

عزیز گرامی سید حسن عباس صاحب السلام علیکم

بہت دنوں سے آپ کا کوئی خط نہیں آیا جس سے آپ کے حالات اور آپ کی علمی سرگرمیوں کا پتا چلے۔ خدا کرے بخیر ہو۔

رسالہ ابھی تک نہیں آیا۔ خدا کرے تاخیر کی وجہ وسائل کی کمی نہ ہو۔ پھر بھی احتیاطاً ایک ہزار روپے کا ڈرافٹ (نمبر 079351) بھیج رہا ہوں۔ کل قند پارسی کے دفتر سے زیر طبع شمارے میں میرے مضمون کے معاوضے کا چک آیا ہے۔ یہی اب ادراک کی نذر کر رہا ہوں۔

آف پرنٹس پر معمولی سا سہی سرورق ضرور لگوا لیجیے گا۔ پندرہ نسخے (فی الحال) اسی روز مشفق خواجہ صاحب کو بھیج دیجیے جس دن چھپ کر آئے۔ کچھ محصول ڈاک بچانے کی ایک شکل یہ ہے کہ علی گڑھ میں جن جن اصحاب کو آپ اپنا رسالہ بھیجنا

چاہیں، آپ ان پر ان کے نام لکھ کر ایک ساتھ مجھے بھجوا دیجیے، میں تقسیم کرا دوں گا۔ مشفق خواجہ صاحب کا پتا آپ کو معلوم ہے:

III-D, 9/26 ناظم آباد۔ کراچی

ایک ایک آف پرنٹس ان اصحاب کو بھیج دیں تو خوب ہو:

۱۔ ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب ۳۷ پھول والان۔ بریلی۔

۲۔ مظہر امام صاحب 176-B, Pocket I, Mayur Vihar Phase I, Delhi 110091

دس نسخے اس پتے پر بھیج دیں۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب ام۔ اے مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ لاہور۔

نسخوں پر نام لکھ دیجیے۔

۱۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب
۲۔ مولانا مختار حق
۳۔ ڈاکٹر سید معین الرحمٰن صاحب لاہور
۴۔ احمد ندیم قاسمی مدیر فنون لاہور۔
۵۔ جاوید طفیل مدیر نقوش لاہور
۶۔ شیخ منظور الٰہی صاحب مکرم و محترم کی خدمت گرامی میں
۷۔ ڈاکٹر تحسین فراقی صاحب صدر شعبہ اردو اورینٹل کالج لاہور
۸۔ پروفیسر سید رفیع الدین ہاشمی لاہور۔ اورینٹل کالج
۹۔ ڈاکٹر اورنگ زیب عالمگیر لاہور اورینٹل کالج
۱۰۔ ڈاکٹر زاہد میر عامر صاحب لاہور اورینٹل کالج

زحمت دہی کے لیے عفو خواہ ہوں۔ امید (ہے) آپ بخیر ہوں گے۔ محبّ گرامی جناب بلخی صاحب کو سلام کہیے۔

والسلام

مختار الدین احمد

(۳۸)

علی گڑھ

جمعہ ۱۳ر جون ۲۰۰۳ء

سید حسن عباس صاحب السلام علیکم

کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ ادراک اور خطوط نظیر صدیقی کا انتظار نہ رہتا ہو۔ ڈاک دیکھ کر ہمیشہ مایوسی ہوتی رہی۔ آپ کا خط مورخہ ۲۹ رمئی ملا جس میں ذکر تھا کہ کام طباعت کا ہفتے عشرے میں مکمل ہو جائے گا۔ اگر واقعی کام اس مدت میں مکمل ہو گیا ہے تو یہ دونوں چیزیں راستے میں ہوں گی۔ ادراک کا ایک نسخہ اور خطوط کے دس نسخے فوراً مشفق خواجہ صاحب کو روانہ کیجیے۔ رجسٹری بک پوسٹ کے ذریعے۔ رسالے میں اب بھی کچھ دیر ہو تو خطوط نظیر صدیقی فوراً بھیج دیجیے۔

'قند پارسی' اب تک نہیں آیا۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کے یہاں بھی نہیں ملا۔ آقا عیسیٰ رضا زادہ رایزن فرہنگی کے خط سے معلوم ہوا تھا کہ شمارہ ۱۹ میں میر علی الکاتب والا مضمون چھپا ہے جس کا پروف آپ کے پاس آیا تھا۔ خدا کرے عکس کے ساتھ انھوں نے مضمون شائع کیا ہو۔ معاوضہ بھیجنے میں ان لوگوں نے بہت چستی دکھائی۔ اب رسالہ آپ کو یا مجھے بھیجنے میں وہ لوگ کیوں تاخیر کر رہے ہیں یہ بات سمجھ میں نہ آئی۔ خدا کرے یہ اصحاب مضمون کے آف پرنٹس مضمون نگاروں کو بھیجتے ہوں۔ اب بظاہر وہ جہانگیر کے کتب خانے والا مضمون کمپوز کرا رہے ہوں گے تذکرہ خرابات والا مضمون اگر مکمل ہو گیا تو اسے کہاں بھیج رہے ہیں؟ ۲۲

'فکر ونظر' کے تازہ شمارے میں آپ کا مضمون نہیں۔ ممکن ہے آیندہ کسی شمارے میں آپ کا مضمون آرہا ہو۔ آپ اڈیٹر ۴ صاحبہ کو ایک ان لینڈ شعبے کے پتے پر لکھ کر نرم انداز میں یاددہانی کیجیے۔ خط تقاضا معلوم نہ ہو۔

سنجر تہرانی ۴ سے میں واقف ہوں۔ یہاں لائبریری میں ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے کچھ اشعار ہیں۔ پہلے بھی میں اس کا ذکر کر چکا ہوں۔ آپ مضمون کہیں شائع کرادیں۔ کبھی یہاں آپ آئے تو بطور استدراک کچھ شائع کر دیجیے گا۔

حزیں لاہیجی پر شفیعی صاحب ۵ کے مضمون کا ترجمہ دیکھا۔ مفصل مضمون ہے اور آپ نے ایسا اچھا ترجمہ کیا ہے کہ ترجمہ نہیں معلوم ہوا۔ میں 'فکر و تحقیق' کا خریدار ہوں۔ ابھی یہ شمارہ میرے پاس نہیں آیا۔ خوشی ہوئی کہ کم از کم یہ ادارہ مضمون نگاروں کو آف پرنٹس دیتا ہے۔ کس تعداد میں دیتا ہے یہ معلوم نہ ہو سکا۔ مضمون صحیح اور اہتمام سے چھاپنے کا التزام افسوس ہے کہ علمی رسائل بھی نہیں کرتے۔ لوگوں کو یقین نہیں آئے گا میں نے مجلّہ علوم اسلامیہ کے بعض اہم مضامین کے پروف سات سات بار پڑھے ہیں۔ شاید جبھی ذاکر صاحب نے مجھے ایک خط میں مضامین کی تعریف کرتے ہوئے حیرت کا اظہار کیا تھا کہ مضامین صحیح چھپے ہیں۔ میں تقریباً ہر مضمون پڑھ کر اس میں حک و اصلاح، ترمیم و اضافہ کیا کرتا تھا اور علیحدہ فٹ نوٹ دیا کرتا تھا جو یقیناً مفید ہوتے تھے۔ یہ اضافات وغیرہ قاضی صاحب کے مضامین میں بھی ہوا کرتے تھے۔ ان کے لیے کس قدر محنت کرنی ہوتی ہوگی۔ اس کا آپ اندازہ کر سکیں گے۔ مجلّہ علوم اسلامیہ جو میں بارہ سال تک شائع کرتا رہا چاہتا ہوں کہ آپ کے ادارے میں رہے۔ دس بیس نہیں دو چار اصحاب نے بھی شوق سے پڑھا اور ان سے فائدہ اٹھایا تو مجھے خوشی ہوگی۔ یہ شمارے یونیورسٹی میں بہ غرض فروخت اب بھی موجود ہیں۔ کبھی آپ علی گڑھ آئے تو وہاں سے منگوا کر آپ کو پیش کروں گا۔ آپ اسے اپنے ساتھ سیوان لیتے جائیں گے۔

ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا کی تاریخ ادبیات اور حماسہ سرائی، دونوں اہم کتابیں ہیں اور اردو میں ان کا ترجمہ بہت مفید ۶ ہو گا۔ لیکن پہلی کتاب کی سات آٹھ جلدوں کی ضخامت دیکھ کر یہاں کے علمی و ادبی ادارے شاید ہمت ہار جائیں۔ پھر بھی کوشش کرنی چاہیے۔ نارنگ صاحب سے بوقت ملاقات بات کروں گا۔ لیکن کام کی اہمیت سمجھنے اور سمجھانے کے لیے بہتر ہوگا دونوں کتابوں کی اہمیت اور اپنا منصوبہ لکھ کر بھیج دیں کہ میں نارنگ صاحب کو متوجہ کر سکوں۔ کونسل کو آپ نے جو منصوبہ بھیجا تھا اسی میں ترمیم و اضافہ کر کے نیا منصوبہ تیار کر دیجیے۔

جی ہاں! لائبریری کا اشتہار میں نے دیکھا تھا۔ درخواست دیجیے ۷ اور انٹرویو میں ضرور شریک ہوں۔ بظاہر باہر ہی کا کوئی آدمی مقرر ہوگا۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کا وہاں جانا ہوا تو مجھے یقین ہے کہ آپ کے لیے ان کی رائے ہوگی۔ اس سلسلے میں رام پور میں آپ کے قیام کا تجربہ آپ کے لیے معاون ہوگا۔ آپ کی کتابیں اور مضامین اس پر مستزاد۔ دہلی یونیورسٹی ڈاکٹر نذیر احمد صاحب گئے تھے۔ فرماتے تھے آپ وہاں موجود ہوتے تو آپ کی کامیابی کے بہت اچھے امکانات تھے۔

آپ نے کبھی ڈاکٹر عابدی صاحب کے فارسی مجموعۂ مضامین ۸ بھیجنے کا ذکر کیا تھا۔ وہ خط ایک شاگرد کے حوالے کر دیا تھا کہ ترجمہ کر کے آپ کو یا صاحب معاملہ کو براہ راست بھیج دیں۔

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کی بیگم صاحبہ علیل ہیں۔ وہ کوئی ایک ماہ سے دہلی میں زیر علاج ہیں۔ ڈاکٹر صاحب بھی وہیں ہیں۔ خدا شفا دے۔

اب تو سردی ختم ہو کر گرمی بھی ختم ہونے والی ہے۔ پروفیسر نادم بلخی صاحب یقین ہے بخیر و عافیت ہوں گے ۔ انھیں میرا اسلام کہیے۔

ادراک شمارہ ۴ کے متوقع مضامین کیا ہیں۔ بلخی نمبر کا کیا ہوا؟ آج کی ڈاک دیکھ کر یہ خط ڈاک گھر بھیج رہا ہوں۔ حیف کہ آج بھی خطوط نظیر صدیقی کا پیکٹ نہیں آیا۔

امید آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

خیر طلب

مختار الدین احمد

(۳۹)

باسمہ

علی گڑھ

۲۵/۷/۲۰۰۳ء

عزیز گرامی السلام علیکم

خط ملا۔ کاشف حالات ہوا۔ رسالے کی طباعت میں خاصی تاخیر ہو چکی ہے اب اس کے ترسیل میں تاخیر نہ ہو۔ 'ادراک' کا ایک نسخہ اور خطوط نظیر صدیقی کے ۳ آف پرنٹس (خدا کرے آپ نے سرورق چھپوالیا ہو) رجسٹرڈ ہوائی ڈاک سے جناب عبدالوہاب خان سلیم کو امریکہ بھیج دیجیے اور اچھا سا خط لکھیے کہ وہ اس رسالے کی سرپرستی قبول فرمائیں۔ ان شاء اللہ المولی القدیر اچھے نتائج نکلیں گے۔ ایک آف پرنٹ پر ڈاکٹر داود رہبر کا نام لکھ کر دستخط کر دیجیے۔

اس سلسلے میں ایک خط پہلے لکھ چکا ہوں اسے پیش نظر رکھ کر کچھ احباب کو فوراً آف پرنٹس بھیج دیجیے۔ مشفق خواجہ صاحب کو اس کے دس نسخے بھیجیں وہ احباب میں تقسیم کرا دیں گے۔ انھیں ادراک بھی بھیجیے آپ نے پہلے بھی بھیجا ہو گا۔

حسب ذیل حضرات کے نام (آف پرنٹس روانہ کرنا ہے۔)

جاوید طفیل صاحب مدیر نقوش لاہور۔ مختار مسعود صاحب لاہور، رفیع الدین ہاشمی صاحب لاہور، سید معین الرحمٰن صاحب لاہور، احمد ندیم قاسمی صاحب مدیر فنون لاہور۔

اور ان سبھوں سے پہلے رسالہ اور چند آف پرنٹس مجھے بھیجیے بعد کو چند آف پرنٹس اپنے پاس رکھ کر پورا پلندہ مجھے بھیج دیجیے۔ میں یہاں سے لوگوں کو روانہ کر دوں گا۔ ادراک جن لوگوں کو آپ علی گڑھ بھیجنا چاہیں ان کے نام لکھ کر مجھے بھیج دیجیے میں یہاں تقسیم کرا دوں گا۔ اس طرح کچھ محصول بچ جائے گا۔ 'قند پارسی' میرے پاس آیا نہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کے پاس۔ معاوضہ بھیج دیا رسالہ آیا نہ آف پرنٹس۔ دوسرا مضمون وہاں کمپوز ہوا یا نہیں۔

دو ہفتے ہوئے ڈاکٹر تحسین فراقی کے رسالے 'بازگشت' کا دوسرا شمارہ آیا ہے۔ بہت اچھا رسالہ ہے کیا باعتبار مضامین اور کیا باعتبار ترتیب و طباعت۔ رسالہ آپ کے پاس بھی پہنچا ہو گا۔ ایسا لگتا ہے کہ محصول ڈاک کی گرانی سے پریشان ہیں۔ میں نے ایک دوست کو لکھا اور انھوں نے ایک نسخہ ان سے حاصل کر کے ڈاک کے سپرد کیا۔ یہی پریشانی آپ کو بھی لاحق ہو گی۔ اگر

فراقی صاحب کو آپ رسالہ بھیجیں تو پانچ آف پرنٹس بھی ساتھ ہی بھیج دیجیے۔
نادم بلخی صاحب کو سلام اور ان کے صاحبزادے کو دعا کہیئے۔

مختار الدین احمد

(۴۰)

باسمہ

علی گڑھ
۲۰۰۳/۸/۲۶ء

عزیزی سید حسن عباس صاحب   السلام علیکم

مکتوب مورخہ ۱۸؍ مارچ آٹھویں دن موصول ہوا۔ ادراک کے تازہ شمارہ چھپ جانے کی خوش خبری بھی ملی۔ کتنا خوش ہوتا اگر آف پرنٹ بھی ساتھ بھیج دیتے کہ اگر اس میں کچھ اغلاط ہیں تو آپ کو فوراً مطلع کر دوں۔ اگر آپ نے واقعی دو دن کے بعد رسالہ روانہ کر دیا ہے تو ممکن ہے پرسوں چوتھے دن یہاں پہنچ جائے۔ رسالہ صحیح اور خوبصورت چھپا ہے اس سے خوشی ہوئی۔ آپ نے یہ نہیں لکھا کہ آف پرنٹس آپ نے کتنے نکلوائے ہیں دوسرا پیکٹ بھی بھیجیے۔ مشفق خواجہ صاحب کو رسالے کے ساتھ اور پانچ نسخے عبدالوہاب سلیم صاحب (کو) رسالے کے ساتھ فوراً بھجوایئے۔ ایک آف پرنٹس حامد علی صاحب بی اے (علیگ) محلّہ قاضی خرد گورکھپور کو بھیجیے اور رسالے کی کاپی اپنے خط کے ساتھ کہ رسالے کی خریداری منظور فرمایئے۔ پچھلا خط یا پچھلے خطوط سامنے رکھیے۔

اگلے شمارے کے متوقع مندرجات سے اطلاع دیجیے۔ پروفیسر نادم بلخی صاحب کو سلام کہیے۔

مختار الدین احمد

(۴۱)

باسمہ

علی گڑھ
۶؍ ستمبر ۲۰۰۳ء

عزیز گرامی   السلام علیکم

ادراک ۳ کا ایک نسخہ اور مضمون کے ۲+۱۰ آف پرنٹس سخت انتظار کی حالت میں ملے۔ رسالہ بہت اچھا شائع ہوا ہے کیا باعتبار مضامین اور کیا باعتبار طباعت۔ خطوط کی تمہید کا پروف آپ نے بہت توجہ سے پڑھا ہے۔ اس میں غلطیاں گویا نہیں ہیں۔ بہر حال تمہید اور خطوط پر ایک نظر ڈال کر جو غلطیاں نظر آئیں وہ پشت پر درج کر دی ہیں۔

ابھی آپ کو یہ خط لکھنا شروع ہی کیا تھا کہ ڈاک آئی۔ اس میں مزید آف پرنٹس نکلے۔ گویا اب تک ۱۹ آف پرنٹس موصول ہوئے۔ پہلے ۱۲ تو فوراً ختم ہو گئے۔ اب یہ شام تک لوگوں کو بھیج دوں گا۔ یہ آپ قسطوں میں کیوں بھیج رہے ہیں فوراً کلو دو کلو کا پارسل بنا کر بھیجیے۔ ۲ سخت انتظار رہے گا۔ آپ نے سو دو سو کتنے چھپوائے ہیں یہ نہیں لکھا۔ ۳ یقین ہے کہ آپ نے

میرے [میری] ہدایات پر عمل کر کے زیادہ تعداد میں چھپوایا ہوگا [چھپوائے ہوں گے]۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کو آپ نے رسالہ بھجوایا ہوگا۔؟

نادم بلخی صاحب کو سلام کہیے۔ بقیہ آئندہ۔

مختار الدین احمد

(۴۲)

باسمہ

علی گڑھ

۲۰۰۳/۹/۲۵ء

عزیزی گرامی السلام علیکم

(خط) مورخہ ۳۰ ستمبر کل موصول ہوا۔ اس سے پہلے آف پرنٹس کے چھوٹے چھوٹے پیکٹ ملتے رہے۔ اب تک ساٹھ ستر آف پرنٹس آ گئے ہوں گے۔ صحیح تعداد آپ کو معلوم ہوگی۔ اس طرح آپ کو بھیجنے میں زحمت ہو رہی ہوگی۔ بہتر تو یہ ہوتا کہ بقیہ ۱۰۰ آف پرنٹس میں کچھ اپنے پاس رکھ کر سارے ایک پیکٹ میں رجسٹری سے بھیج دیئے جاتے۔ ایک کلو مطبوعات بھیجنے پر شاید دس رپے اور رجسٹری کے پندرہ رپے خرچ ہوتے۔ اگر وزن دو کلو ہوتا تو کچھ زائد رقم خرچ ہوتی لیکن رجسٹرڈ پیکٹ ہونے کی وجہ سے بہ حفاظت تمام ہم تک پہنچ جاتا۔ کیا گوپال پور اور ڈالٹن گنج دونوں مقامات کے ڈاک گھر والے بڑے پیکٹ لینے سے انکار کرتے ہیں؟ ایک شکل یہ ہے کہ سواری گاڑی کے ذریعہ پارسل کر دیں۔ یہ ارزاں ہوگا لیکن پارسل مضبوط بنانے اور ریلوے اسٹیشن جا کر پارسل لگانے میں زحمت ہوگی۔ اگر زحمت نہ ہو تو پارسل لگا کر بلٹی اور خط رجسٹری سے مہر الٰہی صاحب مزمل کمپونڈ، علی گڑھ کو بھیج دیجیے۔ میں کہاں جا سکوں گا۔ وہ زحمت فرمائیں گے اور اسٹیشن سے پارسل منگوالیں گے۔ لیکن یہ طول عمل ہو تو پھر ڈاک ہی سے بھیجتے رہیے۔

۲۔ ڈالٹن گنج سے نکلنے کی شکل یہی ہے کہ جہاں بھی آپ انٹرویو کے لیے بلائے جائیں ضرور شریک ہوں۔ اچھی مؤثر گفتگو کریں اور اپنی مطبوعہ تحریرات دکھائیں۔ دیر سویر کی بات ہے۔ آپ جیسے علم کے شوق رکھنے والے اور ادب سے گہری دلچسپی رکھنے والے کو اچھی اور مناسب ملازمت ضرور ملے گی۔ ان شاء اللہ۔

۳۔ بنارس یونیورسٹی میں آپ کا تقرر اگر فارسی شعبے میں لکچرر شپ پر ہوا تو آپ کا کوئی خاص فائدہ نہیں ا۔ ہاں! ریڈر شپ پر ہو جائے تو ٹھیک ہے۔ لیکن جواین کرنے سے پہلے پوچھ لیں کہ ڈالٹن گنج کی لکچرر شپ کا زمانہ شمار ہوگا یا نہیں۔ اگر شمار نہیں ہوا تو آپ کا نقصان ہوگا۔ اس سلسلے میں جامعات کے اپنے قاعدے ہیں اور ان سے اساتذہ کو نقصان ہوتا ہے یا پریشانی ہوتی ہے۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب لکھنؤ میں فارسی میں لکچرر تھے۔ یہاں فارسی میں ریڈر ہوئے۔ پنشن کے بعد ایک زمانے تک ان کی ملازمت لکھنؤ کی شمار نہیں کی گئی تھی۔ بعد کو کی گئی ہو تو مجھے معلوم نہیں۔ زحمت بہت ہو رہی تھی ایک زمانے میں۔ یہ تو مجھے یاد ہے۔ بہر حال وہاں لکچرر رہنے سے بنارس، دہلی، علی گڑھ، میں ریڈر ہونا، بہر حال سودمند ہے۔ علی گڑھ آپ بلائے جائیں تو انٹرویو میں آپ ضرور شریک ہوں۔ چونکہ آپ کو اردو تعلیم و تحقیق کا سات سال کا تجربہ ہے اس لیے فارسی کے مقابلے میں اردو

میں کہیں زیادہ امکان ہے۔اس طرح آپ کی ڈالٹن گنج کی مدت ملازمت کے محسوب ہونے کے زیادہ امکانات ہیں۔

۴۔'مقالات عابدی' آج ۲۵ ستمبر کی شام کے چھے بجے تک تو مجھے نہیں ملی آپ نے 'حامل رقعۂ ہذا' کا نام پتا بھی نہیں لکھا کہ میں منگوالوں۔

۵۔اگر انصاری صاحب کو مزید توسیع نہیں ملتی تو ڈائرکٹر کا تقرر ناگزیر ہے بظاہر حق تو ان دو صاحبوں کا پہلے بنتا ہے جو عرصے سے وہاں کام کر رہے ہیں لیکن میں نے سنا ہے کہ ان کے ہونے کے بوجوہ امکانات بہت کم ہیں اس لیے وہ لوگ شاید درخواست بھی نہ دیں کہا جاتا ہے کہ: ہ دونوں اسسٹنٹ لائبریرین ہیں بیدار صاحب کے بعد کے زمانے میں ان میں کوئی بھی اگر ڈپٹی لائبریرین ہوگیا ہوتا تو اس کی کامیابی کا امکان تھا کہا جاتا ہے اسسٹنٹ لائبریرین، ڈائرکٹر نہیں کیا جاسکتا۔ چغانی صاحب اور انصاری صاحب دونوں ڈپٹی لائبریرین تھے۔لیکن گورنر اور کمیٹی کے لوگ اگر چاہیں تو وہ لوگ بھی ہو سکتے ہیں اور آپ بھی ہو سکتے ہیں۔بیدار صاحب کا تقرر وہاں ہو چکا ہے۔

آپ کو شاید معلوم نہ ہو۔عرصہ پہلے بہار کے ایک ہندو گورنر بہت چاہتے تھے کہ میں خدا بخش لائبریری میں آکر سربراہ ہو جاؤں۔ پروفیسر اقبال حسین نے متعدد خطوط لکھے لیکن میں نے خدا بخش کی ڈائرکٹر شپ پر علی گڑھ کی ریڈر شپ کو ترجیح دی۔ یہ ۱۹۶۸ء سے پہلے کی بات ہے۔پھر مولانا عرشی کی وفات کے بعد زیدی صاحب نے مجھ سے کہا کہ میں رام پور کی لائبریرین شپ قبول کرلوں لیکن میں نے بہت ادب سے ان سے معذرت کرلی۔ مطلب یہ کہ گورنر یا ایسا کوئی اہم آدمی چاہے تو ایسے تقرر کرسکتا ہے اور آپ کا اسسٹنٹ لائبریرین یا ڈپٹی لائبریرین نہ ہونا اس عہدے کے لیے مانع نہیں ہوسکتا۔قدوائی صاحب وہاں گورنر ہوتے تو ان کے لیے یہ کام آسان تھا۔آپ کے علمی کام اور ریسرچ کا تجربہ آپ کو کامیاب کرنے کے لیے کافی تھا۔

۶۔آصفہ زمانی سنا تھا کہ ریٹائر ہوگئی ہیں۔لیکن آپ لکھنؤ میں انٹرویو میں ضرور شریک ہوں۔

۷۔مصحفی سے می نار میں ضرور شریک ہوں ۲۔اسی طرح دہلی علی گڑھ آنے کا آپ کو موقع ملے گا اور لوگوں سے مل جل سکیں گے۔ مجھے معلوم نہیں مصحفی کی کیا کتابیں، آپ کے پاس ہیں۔ان کی مثنویاں پٹنہ میں بیگم وارثی نے چھاپ دی ہیں۔ سارے دواوین کتب خانہ خدا بخش لائبریری میں محفوظ ہیں۔ یہ چھپ چکے ہیں۔ پروفیسر نورالحسن نقوی نے مرتب کر کے لاہور سے شایع کرادیے ہیں۔آپ کے پاس ہوں تو مصحفی کی شاعری یا ان کے دواوین پر آپ لکھ سکتے ہیں۔مثنویوں پر بھی لکھ سکتے ہیں۔ کتاب پٹنہ میں آپ کو مل جائے گی، تذکرے تینوں چھپ گئے ہیں۔ان پر بھی آپ مضمون لکھ سکتے ہیں۔میرے پاس دیوان فارسی نسخۂ ڈھاکا کا عکس ہے۔آپ اس پر لکھنا چاہیں تو مجھ سے لے لیں۔ڈاک سے بھیجنا مناسب (یا) محفوظ نہیں ہو گا۔آپ دہلی جاتے ہوئے ایک دن پہلے یہاں آئیں تو اسے دیکھ سکتے ہیں۔خود آپ نے کس موضوع پر لکھنے کی تیاری کی ہے، لکھیے گا۔

ڈاکٹر صاحب کل بیگم صاحبہ کو پھر دہلی لے گئے ہیں۔وہ ان کی علالت سے خاصے پریشان ہیں۔خود ان کی بصارت بہت کمزور ہوگئی ہے۔اس سے بہت مضمحل رہتے ہیں دن رات لکھنے پڑھنے والے آدمی کے لیے بصارت کی کمزوری بہت تکلیف دہ ہوتی ہے حیرت ہے کہ آپ نے اب تک انھیں کوئی خط لکھا نہ ادراک بھیجا۔ پرسوں تک وہ کہتے ہیں انھیں نہیں ملا تھا۔

لطیف حسین ادیب کا خط آج آیا ہے انھیں ادراک مل گیا ہے۔شمس بدایونی کو بھی ادراک (۳) اور آف پرنٹس

میرے مضمون کا حسب ذیل پتے پر امریکہ بھیج دیجیے۔ ہر نسخے پر نام لکھ دیجیے۔ پیکٹ آپ عبدالوہاب صاحب کو بھیجیں۔ وہ آف پرنٹس میرے احباب واعزہ کو بھیج دیں گے۔ پتا یہ ہے:

1802- 53 st ApttB-7 Brookland, Newyork 11204 آف پرنٹس ایک انھیں بھیجیے اور بقیہ ان اصحاب کے نام: ڈاکٹر داود رہبر، ڈاکٹر گیان چند جین، ڈاکٹر فصیح احمد صدیقی، حسین امام انجینئر،

مشفق خواجہ صاحب (III-D.9/26 Nazimabad, Karachi 74600) آف پرنٹس ان حضرات کے نام لکھ دیجیے۔ جمیل جالبی، جمیل الدین عالی، اقبال رشید صدیقی، آصف فرخی، افتخار عارف، وزیر آغا، محبوب خزاں، لطف اللہ خاں، علی حیدر ملک، ادیب سہیل، ڈاکٹر ریاض الاسلام، ڈاکٹر ابوالخیر کشفی، عبیداللہ بیگ، مسعود برکاتی، ڈاکٹر معزالدین (اسلام آباد)، پروفیسر مسعود امجد (شعبۂ انگریزی کراچی یونیورسٹی)، ڈاکٹر معین الدین عقیل، ڈاکٹر ظفر اقبال، توصیف تبسم (اسلام آباد)، جاوید وارثی، ڈاکٹر محمد محسن، بیگم نظیر صدیقی۔

آپ ۲۵ نسخے خواجہ صاحب کو بھیج دیں۔ By Sea Mail، ہوائی ڈاک سے بھیجنے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ دو یا تین پیکٹ میں دو دو تین تین دن کے وقفے کے بعد بھیجیے۔ رجسٹری سے بھیجنا بہتر ہے۔

آپ ایک زحمت اور فرمائیں کہ خواجہ صاحب کو کچھ آسانی ہو جائے۔ وہ بہت مصروف آدمی ہیں اور آج کل ان کی صحت بھی غیر مستقیم ہے۔ آپ ہر آف پرنٹ پر نام تو لکھ ہی دیں لیکن آپ کا بڑا اکرم ہوگا میرے اور خواجہ صاحب کے حال پر اگر ہر آف پرنٹ ایک پیکٹ میں ڈال کر اس پر نام لکھ کر بھیج دیں۔ پھر خواجہ صاحب کا کام صرف یہ ہوگا کہ لفافہ یعنی ریپر پر پتا لکھ کر ٹکٹ چسپاں کرکے پوسٹ آفس [بھیج دیں]۔ آف پرنٹس کو پیک کرنے کی زحمت سے وہ بچ جائیں گے۔ امریکہ اور کراچی پیکٹ بھیج کر مجھے اطلاع کر دیں گے۔ عبدالوہاب سلیم صاحب کے پاس وہاں کے احباب کے پتے ہیں۔ وہ لفاف میں ڈال کر ان لوگوں کو بھیج دیں گے۔ انھیں آپ خط لکھ کر معاونت کی درخواست کریں۔ میں بھی انھیں متوجہ کروں گا۔ وزیر آغا کے مشہور ادیب دوست کا جو ہر معاملے میں ان کے معاون رہے ہیں۔ اس وقت نام بھول رہا ہوں لیکن آپ سمجھ جائیں گے اگر ذرا غور کریں گے، اوراق کے نائب مدیر ہیں (؟)

خط کا بقیہ حصہ ایک دعوت سے آکر رات کے ۱۰ بجے لکھنا شروع کیا۔ اب ۱۲ بجے ختم کر رہا ہوں۔ آج کی ڈاک سے آپ کا کوئی پیکٹ نہیں آیا۔

نادم بلخی صاحب کو سلام کہیے۔ آپ ڈالٹن گنج پہنچے ہوں گے تو میرے خط اور اغلاط نامہ ملا ہوگا۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۴۳)

باسمہ

علی گڑھ

۱۵/۱۰/۲۰۰۳ء

مکرمی سید حسن عباس صاحب السلام علیکم

(خط) مورخہ یکم اکتوبر یہاں ۱۱ کو پہنچا۔ غیر معمولی تاخیر سے۔ آپ نے لکھنؤ آنے اور فارم بھرنے کا ذکر کیا ہے۔

آپ کو سب سے پہلے یہ لکھنا چاہیے کہ آپ کا تقرر بنارس یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں ہو گیا ہے۔ بہر حال ڈاکٹر نذیر احمد صاحب سے مجھے اطلاع مل گئی تھی اور میں نے فوراً تہنیت کا خط لکھ دیا تھا جو آپ کو گوپال پور پہنچنے کے بعد ملا ہوگا۔ اس سے پہلے بھی ایک تفصیلی خط غالباً وہیں کے پتے سے لکھا تھا۔ وہ بھی ملا ہوگا۔ جن لوگوں کو خطوط نذیر صدیقی کے آف پرنٹس بھیجے جائیں گے، ان کے نام پتے بہت پہلے بھی لکھوایا تھا[لکھے تھے]اور کچھ نام ونشان بعد کے خط میں درج کیے ہیں۔

علیحدہ علیحدہ بھیجنے میں طول عمل بھی ہے اور اخراجات کی زیادتی بھی۔ بہتر شکل تو یہی ہے کہ دس پندرہ آف پرنٹس کے ایک یا دو پیکٹ رجسٹرڈ بک پوسٹ By Surface Mail آپ مشفق خواجہ صاحب کو فوراً بھیج دیں، اگر اب تک نہ بھیجا ہو[بھیجے ہوں]اور ہر ایک پر لوگوں کے نام لکھ دیجیے۔ دو تین سادہ بھی بھیج دیجیے کہ وہ کسی کو دینا چاہیں تو دے دیں۔ ممکن ہے نظیر صدیقی مرحوم کے دوستوں میں ایسے کچھ اصحاب ہوں جنھیں میں نہیں جانتا۔

۲۔ دوسرا پیکٹ امریکہ عبدالوہاب سلیم صاحب کو بھیج دیجیے جس میں داود رہبر صاحب، پروفیسر فصیح الدین صدیقی، گیان چند اور حسین امام سلمہ کے نام درج ہوں۔

۳۔ لاہور کے احباب کو میں بھیج رہا ہوں۔

۴۔ اب تک ستر پچھتر آف پرنٹس ضرور آ گئے ہیں۔ تقریباً سب تقسیم ہو گئے۔ پان سات رہ گئے ہیں۔ اس لیے کچھ اپنے پاس رکھ کر بقیہ یہاں بھیج دیجیے۔ بہتر شکل یہ ہے کہ ۱۸ کو اگر ایوان غالب کے جلسے میں آپ شریک ہو رہے ہوں تو اپنے ساتھ لیتے آئیے۔ پورا ذخیرہ علی گڑھ اتر کر یہاں مجھے دے دیجیے۔ امریکہ اور کراچی بھی یہاں سے پوسٹ کرنے میں آپ کو آسانی ہوگی۔

میں نے [کذا] مصحفی سے می نار میں شریک نہیں ہو رہا ہوں۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب دو تین دن پہلے ہی دہلی چلے جائیں گے، اپنی بیگم کے علاج کے سلسلے میں۔

قاضی صاحب کے خطوط جو آپ کو مل جائیں انھیں شائع کر دیجیے۔ اور مزید حاصل کرنے کی کوشش کیجیے۔ میں بعد کو آپ کے حوالے سے اپنے مجموعے میں لے لوں گا۔ موجودہ یعنی زیر طبع شمارے کے لیے پروفیسر داود رہبر کے خطوط دوں گا، وہ شائع کر دیجیے بہت اچھے خط ہیں۔ یہ آپ کو میں بھیج دوں گا۔ جب آپ اس ہفتے یہاں آئیں تو مجھ سے لے لیں 'مقالات عابدی' آپ نے کس کے ذریعہ بھیجا ہے اب تک موصول نہیں ہوا۔ آپ بنارس کب پہنچ رہے ہیں؟ امید (ہے) آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۴۴)

باسمہ

علی گڑھ

۲۴/۱۰/۲۰۰۳ء

مکرمی ڈاکٹر سید حسن عباس صاحب　　　　السلام علیکم

عباس/شاداب صاحب جاوید یہ [کا] عربک کالج بنارس کا بھیجا ہوا، پیکٹ رجسٹرڈ مورخہ ۲۱/اکتوبر، کل ملا۔ آپ کا

خط مورخہ ۱۵ستمبر بنارس اس میں ملا۔ معلوم نہیں یہ خط اور کتاب 'مقالات عابدی' (تہران ۱۳۷۷) جو آپ نے بھجوائی ہے، اس قدر تاخیر سے کیوں ملی۔ بہر حال کتاب اور خط، دونوں چیزیں مل گئیں۔ آپ کا شکر گزار ہوا۔

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب نے بنارس میں آپ کے تقرر کی اطلاع دی تھی اور میں نے اسی وقت آپ کو تہنیت کا خط لکھ دیا تھا خدا نے چاہا تو یہ آپ کے لیے مناسب ہوگا۔

بنارس میں میرے پرانے دوست پروفیسر عابدی[1] سابق صدر شعبۂ عربی رہے ہیں۔ ان سے ملیے اور ان کی دعائیں لیجیے۔ وہ آپ کی ہر طرح مدد کریں گے اور مفید اور مناسب مشورے دیں گے۔ آپ لکھیں کہ آپ کب بنارس پہنچ رہے ہیں۔ وہاں کا مناسب پتا لکھیے گا۔ آپ جانتے ہیں میں زیادہ تر کارڈ لکھا کرتا ہوں۔ اب کچھ ضروری باتیں:

۱۔ آف پرنٹس ساٹھ ستر ضرور ملے ہوں گے بقیہ ۱۰۰ میں [سے] کچھ رکھ کر سب ایک ساتھ رجسٹرڈ بک پوسٹ کر کے بھیج دیجیے۔ سیوان سے ورنہ بنارس سے۔ وہاں ایک نسخہ ڈاکٹر حنیف نقوی[2] کو دیجیے گا وہ بہت اچھا علمی و تحقیقی ذوق رکھتے ہیں۔ ان سے ملتے رہیے۔

۲۔ آپ غالباً مصحفی سمینار میں دہلی نہیں آئے ورنہ علی گڑھ ضرور آتے۔

۳۔ ادراک (شمارہ چہارم) کی کمپوزنگ کا کام کہاں تک پہنچا؟ یہ شمارہ کتنے صفحات پر شائع کرنے کا ا دہ ہے۔ آپ کے رسالے کی کچھ خصوصیات ہونی چاہیے ورنہ ویسے تو کتنے رسالے نکلتے رہتے ہیں۔ خصوصیات متعین کیجیے۔ خطوط کی اشاعت کا ہر شمارے میں اہتمام کیجیے۔

۴۔ تبصرے مفصل خود لکھیے اور لکھوائیے۔

۵۔ بہار کے ادیبوں شاعروں پر مضامین شائع کرتے رہیے۔ کبھی کبھی صفحے دو صفحے کا بھی ہو تو کچھ حرج نہیں۔

۶۔ قاضی صاحب کے خطوط بنام قیوم خضر حاصل کیجیے اور شائع کیجیے حواشی کے ساتھ میں اپنی کتاب میں آپ کے حوالے سے شامل کرلوں گا۔ اور لوگوں سے بھی ان کے خطوط حاصل کیجیے۔ میں بھی بھیجنے کی کوشش کروں گا۔

۷۔ موجودہ اشاعت کے لیے سید محمد حسنین[3] سابق صدر شعبۂ اُردو مگدھ یونیورسٹی کے خطوط بھیجوں گا اور ساتھ ہی ساتھ ڈاکٹر داود رہبر کے بھی۔ آخر الذکر کے سارے خطوط اسی اشاعت میں آجانے چاہییں اور ایک ہی قسط میں، اس کا خیال رہے۔ بعد کو دیسائی مرحوم کے خطوط بھی بھیجوں گا۔

۸۔ اصحاب بلخ پر جو مضمون میں نے آپ کو بھیجا تھا اس کا کیا ہوا۔

۹۔ ڈاکٹر لطیف حسین ادیب (73 Phool walan، بریلی) کے پاس غالب کے ایک شاگرد پر مضمون تیار ہے۔ آپ اگر جلد شائع کرسکیں تو انھیں فوراً لکھیے کہ وہ آپ کو مضمون فلاں پتے پر بھیج دیں۔ دیر ہوئی تو وہ معارف، کو بھیج دیں گے۔ جواب فوراً لکھیے اور مفصل۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۴۵)

باسمہ

علی گڑھ

۲۷؍۱۰؍۲۰۰۳ء

سید حسن عباس صاحب السلام علیکم

اجملی صاحب (شعبۂ اردو علی گڑھ) کی معرفت ۸۸ آف پرنٹس ملے شکریہ۔ پہلے بھی تقریباً ستر اسی ضرور ملے ہوں گے۔ کچھ نہ معلوم ہوا آپ کب بنارس جا رہے ہیں۔ قاضی صاحب کے خطوط بنام قیوم خضر ؟ حاصل کر کے چھاپ دیجیے اور اصحاب سے بھی خطوط حاصل کیجیے۔ جس شمارے کے لیے آپ کے پاس شائع کرنے کے لیے خطوط [نہ] ہوں مجھے لکھیے میں قاضی صاحب کے خطوط بھیج دوں گا۔ پہلے وہ بھیجوں گا جو کراچی حیدرآباد سندھ وغیرہ کے رسالوں میں چھپے ہوں گے تاکہ بہار کے قارئین کی نظر سے گزر جائیں۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کے نام خط دیسائی صاحب کے، شائع کیجیے۔ موجودہ شمارے کے لیے (اگر گنجائش ہو تو) ڈاکٹر داود رہبر صاحب کے خطوط بھیجوں گا ایک ہی قسط میں شائع کریں اور زیادہ نہیں بیس پچیس آف پرنٹس ان کے لیے ضرور تیار کریں۔

سید لطیف حسین ادیب کے پاس غالب کے سلسلے میں ایک مضمون تیار ہے ان سے منگوا لیجیے ورنہ پھر وہ معارف یا کسی دوسرے رسالے کو بھیج دیں گے۔

بنارس میں آپ پروفیسر بدر الحسن عابدی اور پروفیسر حنیف نقوی سے ملیں۔ ادراک، زیر طبع شمارے کی تیاری کس حد تک ہوگئی ہے لکھیے گا۔ آپ بنارس پہنچ کر فوراً اطلاع دیں تو شعبے کے پتے پر آپ کو مکاتیب داود رہبر بھیج دوں۔ چند دن پہلے ایک خط لکھ چکا ہوں، بعض امور قصداً دوبارہ لکھ دیے ہیں۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۴۶)

باسمہ

علی گڑھ

۲۹؍۱۰؍۲۰۰۳ء

سید حسن عباس صاحب السلام علیکم

(خط) مورخہ ۲۳؍اکتوبر آج سہ پہر ملا۔ فقط احمد صدیقی صاحب آئے تھے مصحفی سے می نار کا حال معلوم ہوا۔ آپ ا بھی ذکر کر رہے تھے۔ آف پرنٹس وہ تو نہیں لا سکے تھے لیکن اجملی صاحب (شعبۂ اردو) اپنے ساتھ لے آئے تھے اور یہاں پہنچا دن گئے۔ مشفق خواجہ صاحب کو خطوط نظیر صدیقی کا ایک نسخہ اسی دن بھیج دیا تھا۔ جس دن آپ کے مرسلے دو نسخے پہلی مرتبہ مجھے وصول ہوئے تھے۔ اب انھیں دس پندرہ آف پرنٹس بھیج دوں گا۔ اس میں کوئی دقت یہاں نہیں ہوگی۔ تین نسخے داود رہبر، عبد الوہاب، سلیم اختر ... چند صاحبان کو بھیج دیے گئے تھے۔ فصیح احمد صدیقی علی گڑھ آ گئے ہیں ان کا نسخہ ان کے حوالے کر دیا۔

نقوی۲ صاحب ممکن ہے کسی صاحب کے ساتھ مل کر خود 'مجمع الفوائد'۳ کو شائع کریں مجھ سے انھوں نے کبھی اس کا ذکر نہیں کیا۔ بہر حال ایک خط لکھ کر ان کی یاد دہانی کرائیں اس کے بعد میں بھی ان سے بات کروں گا۔ میں نے برسوں پہلے لاہور میں اس کتاب کا مطالعہ کیا تھا۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی اس نسخے پر لکھ چکے ہیں قاضی صاحب کی نظر سے بھی یہ نسخہ گزرا ہے۔ انھوں نے بھی اس پر ایک مختصر سا مضمون لکھا ہے۔ کتاب بہت ضخیم ہے اس کا چھپوانا بھی ایک مشکل امر ہے۔ ہاں! اس پر کئی طویل مضامین آپ لکھ سکتے ہیں۔

آپ اگر بنارس گئے تو کب تک جائیں گے؟ ادراک کا نظم و نسق کس طرح چلے گا۔ اور کہاں سے؟ یہ بھی لکھیے کہ شمارہ (۴) کتنا کمپوز ہو چکا ہے۔ کون سے مضامین چھپ رہے ہیں پچھلے خط میں میں نے آپ کو لکھا ہے۔ اس اشاعت میں آپ داود رہبر صاحب کے خطوط بھی شائع کریں۔ بہت اچھے خطوط ہیں۔ آپ پسند کریں گے۔ خطوط چھاپنے کے لیے مکتوب نگار کا وفات پانا ضروری نہیں۔

'مقالات عابدی' کا نسخہ ڈاک سے پہنچ گیا تھا شکریہ۔ اسی وقت ایک نشست میں پڑھ ڈالا۔ آپ نے اچھا کیا کہ ان مضامین (کو) ایران سے شائع کرا دیا۔ اس طرح ان کا افادہ عام ہو گیا۔

اس طرف میں نے کئی خط آپ کو لکھے ہیں سیوان کے پتے پر، آپ کو ملے ہوں گے۔ پروفیسر نادم بلخی صاحب کی خدمت میں میرا اسلام کہیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۴۷)

باسمہ

علی گڑھ

۳رشوال المکرّم ۱۴۲۴ھ

۲۸رنومبر ۲۰۰۳ء

عزیزی گرامی　　السلام علیکم　عید مبارک

خط مورخہ ۱۵رنومبر موصول ہوا خاصی تاخیر سے۔ یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ آپ خطوط نگاری کے آداب کا پورا احترام کرتے ہیں، نہ خط لکھنے میں دیر کرتے ہیں نہ خطوں کے جواب میں تاخیر سے کام لیتے ہیں اپنا پتا بھی برابر لکھ دیتے ہیں۔ اس طرح جواب دینے میں آسانی ہوتی ہے۔

'قند پارسی' کے دونوں شمارے آ گئے تھے۔ آپ کو لکھنا بھول گیا۔ اب آپ دو مزید مضامین میرے انھیں بھیج دیجیے۔ ایک تو 'تذکرۂ خرابات' اور دوسرا کوئی اور جو آپ کے پاس ہو۔ نہ ہو تو 'مختار نامہ' دیکھ کر پسندیدہ مضمون کا عنوان بتائیے میں زیروکس کاپی یا اصل مضمون کا آف پرنٹ اگر مجلّہ علوم اسلامیہ میں چھپا ہے، بھیج دوں گا۔ اس کام میں تاخیر نہ ہو۔

'قند پارسی' کے دفتر سے شاید مضامین کے آف پرنٹس بھیجنے کا رواج نہیں۔ داود رہبر کے خطوط اسی ہفتے بھیج رہا ہوں۔ قاضی صاحب کے وہ خطوط بھی جلد ہی بھیجوں گا جو کچھ عرصہ پہلے کراچی یا دوسرے مقامات پر چھپے ہیں اور جو عام لوگوں کی نظر میں نہیں آئے ہیں۔

ایک افسوس ناک خبر یہ ہے کہ ڈاکٹر سید نعیم الدین کا غالباً امراوتی میں انتقال ہوگیا۔ پرانے دوستوں میں تھے۔ ہندستان میں ترکیات کے دو تین ماہروں میں ایک تھے۔ اکمل ایوبی اور سید نعیم الدین رخصت ہوگئے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے صرف پروفیسر محمد صادق (نہرو یونیورسٹی) ہیں جو علی گڑھ اور ترکی کی کسی یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ ہیں۔ اللہ انھیں خوش و خرم رکھے۔

ڈاکٹر سید نعیم الدین کے کچھ خطوط میں نے اپنے ذخیرۂ مکاتیب سے نکال لیے ہیں ان کے عکس بنوا کر اور مختصر تمہید لکھ کر آپ کو جلد ہی بھیجوں گا۔

رات ڈاکٹر نذیر احمد صاحب عید ملنے تشریف لائے تھے۔ حکیم سید ظل الرحمٰن صاحب بھی موجود تھے۔ اچھی علمی گفتگو رہی۔ بیگم نذیر احمد اب تک علیل ہیں۔ کل ڈاکٹر صاحب پھر انھیں دہلی لے جارہے ہیں۔ اللہ انھیں شفا دے اور دونوں کی مشکلات آسان کرے۔

فصیح الدین بلخی مرحوم پر خصوصی شمارہ یا کتاب جلد شائع کیجیے۔ بہت تاخیر ہو رہی ہے۔ آپ کا ان لینڈ مل گیا تھا۔ اس کے بارے میں پھر لکھوں گا۔ یہ سمجھ کر کہ آپ بنارس آگئے ہیں۔ اسی زمانے میں میں نے آپ کو ایک خط جوادیہ مدرسہ کے پتے پر لکھا تھا، جہاں سے عابدی صاحب کے مضامین کا مجموعہ آیا تھا، ممکن ہے وہ خط وہاں محفوظ ہو۔ امید (ہے) آپ بخیر ہوں گے۔

والسلام

مختار الدین احمد

(۴۸)

باسمہ

علی گڑھ

۲۰۰۳/۱۲/۱۰ء

عزیز گرامی السلام علیکم

خط مورخہ ۳؍ دسمبر ملا۔ شکریہ۔ آپ کو بھی عید مبارک ہو۔

'تذکرۂ خرابات' کا عکس میں نے نہیں لیا تھا۔ کتب خانے میں بیٹھ کر نوٹس لے لیے تھے۔ یہی نوٹس برسوں کے بعد ایک مضمون کی شکل میں منتقل کر دیے گئے۔ میرا خیال ہے کہ کم از کم دو مضمون 'قند پارسی' کو بھیجیے۔ حسب ذیل مضامین قابل اشاعت ہیں۔ آپ 'قند پارسی'، اسلام آباد کے رسالے دانش اور ایران کے رسالوں کو بھیجتے رہے۔ دس بارہ مضمون چھپ جائیں تو ایک مجموعے کی شکل میں مرتب کیے جاسکتے ہیں۔

- ☆ البیرونی کی ایک گم شدہ تصنیف (مجلہ علوم اسلامیہ)
- ☆ سید انشا کی ایک نادر تصنیف (نذر عرشی)
- ☆ امیر قابوس وشمگیر (یادگار نامہ فخر الدین علی احمد)
- ☆ طہماس بیگ خان رومی (غالب نامہ)
- ☆ تذکرہ ریاض الوفاق (غالب نامہ)
- ☆ علی گڑھ میں تصانیف خسرو کے قلمی نسخے (بازیافت)

☆ تذکرۂ شعرائے فرخ آباد (اردو ادب)

☆ غالب اور میر مفتی عباس (آج کل)

☆ فرسی ایک نادر بیاض (دانش) اردو مضمون

☆ مرزا زین الدین عشق دہلوی (یادگار نامۂ قاضی)

☆ منتخب القوافی از عشقی عظیم آبادی

☆ رسالہ قافیہ از جوشش عظیم آبادی

☆ قتیل، دہلوی تھا یا فرید آبادی (نقوش)

☆ شہزادی جہاں آرا کی موجودہ تحریریں (مجلہ علوم اسلامیہ)

☆ غالب کا ایک فارسی مکتوب (اردو ادب)

☆ دیوان حافظ اور تفاول (ایشیا، میرٹھ)

ان میں معلوم نہیں کہ آپ کے پاس کیا کیا مضامین موجود ہیں۔ بہر حال ان میں سے جو مضمون آپ کو فی الحال مطلوب ہو، لکھیے۔ میں آف پرنٹ یا اس کا عکس بھیج دوں گا۔

ادراک (۴) کی فہرست اس وقت پیش نظر ہے۔ بہت مناسب مضامین ہیں اور بعض اہم ہیں۔ میں نے لکھا تھا کہ ادراک کا امتیاز دو قسم کے مضامین سے قائم ہو سکتا ہے۔ خطوط کی اشاعت اور بہار کے قدیم / جدید مصنف شعرا کا تعارف اس موضوع پر ہر شمارے میں دو ایک مضمون چھاپے جائیں۔ طویل یا بہت جامع ہونا ضروری نہیں، مختصر تعارفی مضامین بھی ہوں اور مفصل مضامین اگر حاصل ہو جائیں تو کیا کہنا تبصرے یا رائیں جو آئیں انھیں محفوظ رکھیے اور مکاتیب بنام اڈیٹر چھاپتے رہیے۔

داود رہبر صاحب کے بیشتر خطوط نکال لیے ہیں، دو ایک کہیں گم ہو گئے ہیں ملتے ہی بھیجوں گا۔ ڈاکٹر نور الحسن، مہینے دو مہینے سے علیل ہیں۔ معلوم ہوا دہلی میں ان کا آپریشن ہوا ہے خدا انھیں صحت دے۔ ان سے 'مجمع الفوائد' کے بارے میں پوچھوں گا۔ ممکن ہے وہ خود کچھ اس پر کام کرنا چاہتے ہوں۔ جمیل مظہری مرحوم کے دو خط میرے پاس ہیں۔ آپ کو بھیجوں گا۔ اہم نہیں ہیں لیکن غیر اہم خطوں کی اشاعت بھی کبھی کبھی مفید ثابت ہوتی ہے۔

ڈاکٹر نعیم الدین رحلت فرما گئے۔ ان پر ایک نوٹ لکھ کر بھیج رہا ہوں۔ پروفیسر نادم بلخی اور مظفر بلخی صاحب کو سلام کہیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۴۹)

باسمہ

علی گڑھ

یکشنبہ ۲۱ر دسمبر ۲۰۰۳ء

عزیزی السلام علیکم

آپ کا خط مورخہ ۱۵ دسمبر کو ملا۔ ڈاکٹر نور الحسن نقوی دہلی ہسپتال سے واپس آ گئے ہیں کوئی ڈیڑھ دو ماہ کے بعد۔ آج

ان سے ملنے گیا تھا۔انھوں نے مصحفی کی کتاب ' مجمع الفوائد ' کا مکمل عکس نہیں بلکہ صرف پان سات صفحوں کا عکس لیا تھا۔اور اب ان اوراق کا بھی پتا نہیں عرصہ پہلے کی بات ہے ہاں انھوں نے اس کے مندرجات مصحفی پر اپنی کتاب میں درج کر دیے ہیں۔میں نے آپ کو لکھا ہو گا کہ میں برسوں پہلے کئی دن تک یہ ضخیم کلیات پڑھتا رہا تھا۔اس کا عکس بنوانا ممکن نہ ہو سکا۔' مجمع الفوائد ' کا ضروری حصہ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی مرحوم نے مصحفی پر اپنی کتاب میں پیش کر دیا ہے۔

' خسرو ' اور ' جہاں آرا ' والے مضامین کا ترجمہ کر کے بھی بھیج دیجیے کہ اڈیٹر کے پاس محفوظ رہے۔ جہاں آرا کی تحریروں کی زیروکس کاپی نہیں آف پرنٹس سے مطبوعہ عکوس مضمون کے ساتھ بھیجے، ورنہ عکس در عکس بہت دھندلا چھپتا ہے۔آپ کا[کی] مطلوبہ تحریریں بھی بھیج رہا ہوں۔رسید سے مطلع کیجیے گا۔

' تذکرۂ شعرائے فرخ آباد ' کی زبان فارسی ہے اور اس میں بیشتر شعرای اردو کا حال درج ہے۔ہاں یاد آیا، کچھ شعرا کے فارسی اشعار بھی مولف نے نقل کیے ہیں۔مناسب ہوگا ' قند پارسی ' کے لیے کہ اس میں پوری تمہید چھاپی جائے اور ان شعرا کے تراجم جو فارسی میں بھی شعر کہتے تھے اور ان کے فارسی اشعار۔لیکن وہ مضمون نکال کر دیکھوں گا کہ اس میں کتنے فارسی گو شعرا ہیں۔

بنارس والوں نے [کو] عربی فارسی سے کیا خاص دلچسپی ہوگی کہ وہ کوشش کریں کہ وہاں نئے لکچرر صاحب جلد آ کر فارسی کی تعلیم شروع کر دیں۔یہ بھی ممکن ہے کہ E.C کی میٹنگ کا انتظار ہو۔وہاں منظوری کے بعد ہی اطلاع دی جا سکتی ہے۔

بہر حال اس فرصت کو غنیمت جان کر جتنے مضامین کا ترجمہ کر سکیں کر ڈالیے کہ بنارس پہنچ کر آپ کی مشغولیات بڑھ جائیں گی۔

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ہفتہ عشرے سے دہلی میں ہیں اپنی بیگم کی علالت کے سلسلے میں۔خدا ان کی بیگم کو جلد صحت دے اور ڈاکٹر صاحب کو سکون قلب اور آرام و عافیت عطا کرے۔والسلام

مختار الدین احمد

حواشی:

خط:۱

۱ تہران یونیورسٹی میں میرے ڈاکٹریٹ کا موضوع ' بررسی احوال و آثار فارسی میر غلام علی آزاد بلگرامی ' بلگرامی (۱۱۱۶۔۱۲۰۰ھ) تھا۔یہ موضوع ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب نے منتخب کیا تھا۔

۲ یہ تحقیقی مقالہ بعنوان: احوال و آثار میر غلا علی آزاد بلگرامی، ڈاکٹر محمود افشار کے ادارے بنیاد موقوفات ڈاکٹر محمود افشار تہران سے ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا۔

۳ یہ کتاب دو جلدوں میں علی گڑھ سے شائع ہوئی تھی۔

۴ بلگرام، دسمبر ۱۹۶۵ء اور مظہر البرکات دسمبر ۱۹۶۰ء میں۔

۵ محیط طباطبائی کی کتاب کا صحیح نام ' خیام یا خیامی ' ہے۔یہ کتاب بھی میں نے انھیں مہیا کرا دی تھی۔ بعد کو یہ کتاب واپس مل گئی۔

٦ صحیح نام شریف حسین قاسمی ہے۔آپ عصر حاضر میں فارسی کے معروف اسکالر ہیں اور دہلی کے رہنے والے ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف ومؤلف ہیں۔

٧ شاید سید عباس علی جذب گوپال پوری (۱۹۱۶۔۱۹۷۱ء) مراد ہوں۔وہی پٹنہ کے مشاعروں میں شرکت فرماتے تھے اور مولانا محمد مصطفیٰ جوہر کے شاگرد بھی تھے۔وہ گوپال پور میں رہتے تھے نہ کہ پٹنہ میں۔

٨ ہوش عظیم آبادی (۱۹۲۱ء۔۱۹۸۴ء) معروف شاعر اور مرثیہ گو۔

٩ گوپال گنج اب ضلع ہے۔

خط:۳

١ سید عباس علی جذب گوپال پوری کے قصائد کا مجموعہ 'قصائد جذب' کے نام سے میں نے لکھنؤ سے ۱۹۹۳ء میں شائع کرایا تھا۔اسی کی طرف اشارہ ہے۔ بعد میں اس کا ایک نسخہ میں نے انھیں فراہم کرا دیا تھا۔اب ان کے کلیات موسوم بہ برق دباراں کو چھپوانے کی فکر میں ہوں۔

٢ مختار صاحب نے اپنے والد مرحوم کے بارے میں 'حیات العلما' کے نام سے مضمون لکھا تھا، اور مجھے اور ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب کو بھیجا تھا۔

٣ 'تذکرۂ خرابات' اور 'جہانگیر کے کتابخانے کی دو قلمی کتابیں' کا فارسی ترجمہ مجلہ قند پارسی دہلی میں شائع کرایا تھا۔

خط:۴

١ ڈاکٹر منظر امام مقیم مظفر پور کے ذریعے دائرۃ المعارف تشیع کی جلد اول بھیجی تھی، اسی جانب اشارہ ہے۔

٢ بہار میں اردو مرثیہ نگاری، اردو میں میرے پی ایچ۔ڈی کا تحقیقی مقالہ۔اب شائع ہونے جا رہا ہے۔

خط:۷

١ میں نے چوں کہ آزاد بلگرامی پر اپنا تحقیقی کام مکمل کیا تھا، اس لیے ڈاکٹر عارف نوشاہی اور پروفیسر نثار احمد فاروقی صاحبان کی ایما پر آزاد کی فارسی کتابوں کی ترتیب وتدوین کی طرف توجہ کی جس کی پہلی کڑی 'غزلان الھند' کی تصحیح و تدوین تھی۔ مارچ ۱۹۹۵ء میں میں تہران سے ہندوستان آ گیا۔خدا بخش لائبریری سے اس کتاب کا چھپنا طے ہوا۔مسودہ کمپوز ہو گیا۔ پروف خوانی کر دی گئی اور اب اس کی اشاعت کی راہ دیکھی جانے لگی۔مگر وہ کتاب وہاں سے شائع نہ ہوئی۔اسی دوران تہران سے ڈاکٹر سیروس شمیسا نے ۱۳۸۲ش/۲۰۰۳ء میں 'غزالان الھند' کے غلط نام سے اسے شائع کر دیا۔کتاب کا صحیح نام 'غزلان الھند' ہے جس سے تاریخ تالیف ۱۱۷۸ھ نکلتی ہے۔

٢ ڈاکٹر ہادی حسن کے مضامین کا مجموعہ موقوفات دکتر محمود افشار تہران نے ۱۳۷۳ش/۱۹۹۴ء میں شائع کیا تھا۔ڈاکٹر صاحب کو غالباً سہو ہوا ہے کہ میں ان کا مجموعہ ترتیب دے کر شائع کر رہا ہوں۔

٣ دیوان فارسی حاتم دہلوی رام پور رضا لائبریری سے شائع ہوا ہے۔مقدمہ کا فارسی ترجمہ میں نے کیا۔یہ ترجمہ الگ سے مجلہ قند پارسی دہلی اور دانش اسلام آباد میں چھپ چکا ہے۔

۴؎ خدابخش لائبریری جرنل کے لیے میں نے 'دمشق عربی اکیڈمی' کے عنوان سے فارسی سے ایک مفید مضمون کا اردو ترجمہ کیا تھا جسے جرنل میں شایع کیا گیا۔

خط:۱۰

۱؎ ڈاکٹر ریحانہ خاتون صدر شعبۂ فارسی دہلی یونیورسٹی، پروفیسر نذیر احمد صاحب کی صاحبزادی ہیں اور کئی کتابیں مثلاً سراج اللغتہ، شمر، سراج الدین علی آرزو، کارنامۂ نذیر اور شیخ الطایفہ: پروفیسر نذیر احمد، ان کوششوں سے منظر عام پر آ چکی ہیں۔

خط:۱۳

۱؎ میں رام پور رضا لائبریری میں دسمبر ۱۹۹۵ء سے اکتوبر ۱۹۹۶ء تک ملازم رہا۔ اسی دوران میرا تقرر بحیثیت اردو لکچرار، رانچی یونیورسٹی کے ایک کالج، جی۔ ال۔ اے کالج ڈالٹن گنج کے شعبۂ اردو میں ہو گیا اور میں نے وہاں ۲۷رنومبر ۱۹۹۶ء کو جوائن کر لیا۔ لیکن رام پور آنا جانا لگا رہا۔ وہاں کے جرنل کے لیے مختار صاحب سے مضامین لکھنے کی بات ہوئی تھی اسی سلسلے میں دیوان الحادرۃ کا عکس ان کو بھیجنا تھا۔ بعد میں بھیجا بھی گیا۔ لیکن مجھے یاد نہیں آتا کہ انھوں نے اس پر کوئی مضمون لکھا تھا۔ اسے مرتب بھی کرنا تھا شاید نہ کر سکے۔

۲؎ ڈالٹن گنج سے کسی ایسی جگہ تبادلہ چاہتا تھا جہاں لکھنے پڑھنے کی سہولیات از قبیل کتب خانے وغیرہ ہوں۔ باوجود کوشش کے اپنی کوشش میں کامیابی نہیں ملی۔ بنارس ہندو یونیورسٹی کے شعبۂ فارسی میں فریش تقرر ہوا تو اس طرح ڈالٹن گنج سے بنارس آ گیا اور اب یہیں ہوں۔

۳؎ پروفیسر نادم بلخی (وفات ۱۸ر ستمبر ۲۰۰۶ء) فصیح الدین بلخی کے صاحبزادے۔ شاعر و ادیب اور ناقد و محقق صدر شعبۂ اردو جی۔ ال۔ اے کالج ڈالٹن گنج، کئی کتابوں کے مصنف، ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی اور کئی کتابچے تیار کر کے شائع کرائے۔ ان کے احوال و آثار کے بارے میں 'ذکر نادم بلخی' کے نام سے میں نے ۲۰۰۵ء میں یہ کتاب شائع کی۔ تفصیل کے لیے اس سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔ اس میں بلخی صاحب کے نام مختار صاحب کے چند خطوط بھی ہیں۔

خط:۱۵

۱؎ میرزا عبد العطوف محمد تقی کمال الدین متخلص بہ سنجر معروف بہ آغا سنجر تہرانی (م ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء) مراد آباد میں نے 'احوال و آثار سنجر تہرانی' کے عنوان سے طویل مضمون لکھا تھا جو خدابخش لائبریری جرنل شمارہ ۱۴۱۔ (جولائی، ستمبر ۲۰۰۵ء) میں ص ۸۵ تا ۱۰۴ شائع ہوا تھا۔ اسے اسلم بیگ صاحب نے فارسی میں ترجمہ کر کے آئینۂ میراث تہران میں شائع کروایا مگر مقالہ نگار کے نام کے بغیر۔ اب یہ کتابی صورت میں آنے والا ہے۔ یہ مقالہ میرے مجموعۂ مقالات، مقالات عباس جلد اوّل (مطبوعہ) میں بھی شامل ہے۔

خط:۱۶

۱؎ دل چسپ کہانی ان کی (سوانح فصیح الدین بلخی) چھپ گئی ہے اور مختار صاحب کو بھیجی گئی تھی۔

۲؎ مظفر بلخی، پروفیسر نادم بلخی، مرحوم کے فرزند اکبر، جنتا شیوراتری کالج ڈالٹن گنج میں صدر شعبۂ اردو تھے۔ وہاں سے جی ال اے کالج تبادلہ ہوا۔ اب ملازمت سے سبکدوش ہو چکے ہیں اور کنڈ محلّہ ڈالٹن گنج میں اپنے مکان میں سکونت پذیر ہیں۔ انھوں نے اپنے دادا فصیح الدین بلخی کی حیات اور علمی کارناموں پر ڈاکٹریٹ کا تحقیقی مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی تھی۔ ان کا یہ مقالہ علمیہ شائع ہو چکا ہے۔

خط: ۱۸

۱؎ دیوان فارسی ظہور الدین حاتم دہلوی کے مقدمے کا اردو سے فارسی مں ترجمہ کرنے کی طرف اشارہ ہے جسے میں نے انجام دے دیا۔ دیوان کے کاتب بال کمند کے حالات انھوں نے نہیں بھیجے۔

۲؎ میں نے ریاض الافکار کا عکس بنوا کر دے دیا تھا لیکن مجھے وہاں معراج الخیال کا نسخہ نہیں ملا۔ شاید ادھر ادھر ہو گیا ہو۔ مختار صاحب کے پاس معراج الخیال کے کئی نسخوں کے عکس تھے۔ اور وہ برابر مجھ سے کہتے تھے کہ کچھ کام کرنا ہے وہ ہو جائے تو میں آپ کو سب دے دوں گا آپ ان کے عکس بنوا لیجیے گا۔ میرے بار بار کے اصرار کے باوجود یہ عکس نہ مل سکے اور اب ان کا خدا ہی جانے کیا حشر ہوا ہو۔

۳؎ اختر عظیم آبادی کی بابت وہ مجھ سے کبھی کبھی دریافت کرتے تھے لیکن میں ان کے بارے میں معلومات حاصل نہ کر سکا۔ وہ گوپال پور تو نہیں آئے تھے کیونکہ یہ میرا وطن ہے۔ اگر وہ کبھی آتے تو میں کسی نہ کسی سے ان کے بارے میں ضرور کچھ سنتا۔ شاید گوپال گنج چلے گئے ہوں، واللہ اعلم۔

خط: ۱۹

۱؎ ادراک کے فصیح الدین بلخی نمبر کے لیے میں نے 'بلخی حضرات کی علمی خدمات' پر ایک مضمون لکھنے کی فرمائش کی تھی۔ آپ نے بہار کے بلخی حضرات کی خدمات' پر بہت تفصیلی مضمون قلم بند فرمایا۔ جسے میں نے 'ذکر نادم بلخی' میں شامل کر لیا۔ یہ مضمون اتنا وقیع ہے کہ فصیح الدین بلخی نمبر میں بھی شامل کرنے کا ارادہ ہے۔ یہ نمبر اسی سال شائع ہو رہا ہے۔

خط: ۲۰

۱؎ خدا بخش لائبریری کے ڈائرکٹر کے لیے اشتہار شایع ہوا تھا، اسی کی جانب اشارہ ہے، ڈاکٹر ضیاء الدین انصاری مرحوم کا ہی تقرر عمل میں آیا۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم نے مجھے خط لکھ کر پٹنہ بلوایا تھا تا کہ ان کی جوائننگ کے وقت میں بھی وہاں موجود رہوں۔ جس سے انھیں تقویت ہوتی۔ ایسا ہی کچھ انھوں نے اپنے خط میں لکھا تھا مگر خط مجھے تاخیر سے ملا۔ میں ان سے ملنے کے لیے پٹنہ گیا۔ بڑے تپاک سے ملے اور چند مشورے طلب کیے میں نے لائبریری کی عظمت کے پیش نظر مزید کیا کچھ کرنا چاہیے، اس سلسلے میں انھیں مشورے دیے۔ لیکن افسوس انھوں نے کچھ نہیں کیا۔ یا اگر کچھ کیا بھی تو وہ لائبریری کے شایان شان نہیں تھا۔ اس پر مختار صاحب نے بھی اپنے خطوں میں کافی اشارے کیے ہیں۔

۲؎ ڈاکٹر صاحب سے مراد پروفیسر نذیر احمد صاحب ہیں۔

۳؎ پروفیسر جابر حسین معروف ادیب و شاعر و افسانہ نگار، بہار قانون ساز کونسل کے سابق چیرمین اور رسالہ 'ترجمان'

کے مدیر اس کے دو ضخیم شمارے نکلے تیسرا آج تک نہیں نکل سکا۔ انھیں بھی مختار صاحب کی ہی طرح سب کچھ میں ہی کروں کا شوق ہے لہٰذا جس طرح مختار صاحب نے سب کچھ کرنے کے چکر میں ایک طرح سے کچھ نہیں کیا اسی طرح پروفیسر جابر حسین صاحب نے جس جوش و خروش سے تقریباً دس برس پہلے اپنی علمی و ادبی سرگرمیاں دکھائی تھیں، اب ماند پڑ گئی ہیں نہ جانے کیوں۔

خط: ۲۱

۱۔ پروفیسر سیّد امیر حسن عابدی (م مئی ۲۰۱۱ء) کے فارسی مضامین کا اولین مجموعہ جسے میں نے مرتب کر کے تہران سے شایع کرایا تھا، اس کا ایک نسخہ مختار صاحب کو علی گڑھ کے کسی صاحب کی معرفت بھیجا تھا جو انھیں بہت تاخیر سے ملا۔

۲۔ بہار میں سادات کی بستی گوپال پور ہے گوپال گنج نہیں۔

۳۔ علامہ طالب جوہری کا ایک مجموعہ مراثی کراچی سے چھپا تھا دیوان نہیں۔

خط: ۲۲

۱۔ وزیر علی عبرتی عظیم آبادی کے تذکرے ،معراج الخیال' کی طرف اشارہ ہے اس کے بارے میں موصوف نے مجھے بتایا تھا کہ اس کا ایک نسخہ مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ کے کتب خانے میں انھوں نے دیکھا ہے مگر جب میں وہاں گیا تھا تو وہ نسخہ مجھے نہیں ملا۔

۲۔ ان کا یہ مضمون جو کہ نادم بلخی (مرتبہ سید حسن عباس ۲۰۰۵) میں، کچھ دیر پہلے سادات بلخ کے ساتھ عنوان سے چھپا ہے۔

۳۔ انصاری صاحب خدابخش لائبریری کے ڈائرکٹر کی حیثیت سے پٹنہ میں جوائن کیا تھا اور مجھے بھی خط لکھ کر بلایا تھا۔

۴۔ یاقوت مستعصمی کی خطاطی کے چند نمونے میں نے ادھر ادھر سے حاصل کر کے مختار صاحب کو دے دیے تھے۔ وہ اس پر ایک مضمون لکھنا چاہتے تھے۔ لیکن نہ لکھ سکے۔

۵۔ میں نے دو ایک لوگوں سے دریافت کیا تھا مگر کسی نے ان کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں دی۔

۶۔ ان کے بارے میں بھی پتا نہیں چل سکا۔

خط: ۲۳

۱۔ ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب پھول والان بریلی۔

۲۔ ڈاکٹر مقصود احمد صدر شعبۂ اردو، فارسی و عربی ایم۔ ایس یونیورسٹی بڑودہ (گجرات)

۳۔ یادگار نامۂ قاضی عبدالودود کے لیے میں نے غالباً رسالہ ہدایۃ السلطانیہ، پر مضمون بھیجا تھا۔

۴۔ حسب فرمایش مذکورہ کتاب سے جو میرے ذخیرۂ کتب میں موجود ہے یاقوت کے نسخوں سے عکس بنوا کر بھیج دیا تھا۔

۵۔ دیوان فارسی ظہور الدین حاتم دہلوی کی طرف اشارہ ہے جو بعد میں رضا لائبریری رام پور سے شائع ہوا۔

۶۔ مولانا نے اسلامی کتب خانوں پر ایک ضخیم مجلّہ تیار کیا ہے۔ جسے میں نے کتاب خانہ عرشی نجفی قم میں دیکھا تھا۔ موصوف مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ میں تھے۔

خط:۲۴

۱ اپنچ، پٹنہ کا معروف طنزیہ مزاحیہ اخبار۔

۲ احمد جمال پاشا (۱۹۲۹۔۱۹۸۷ء) ادراک کے دورِ دوم کے پہلے شمارے میں پاشا صاحب کا ایک مضمون 'اودھ پنچ لکھنو کی طنز وظرافت ۱۹ویں صدی عیسوی کے دوران' شائع کیا گیا تھا۔ جو تنقیدی اور تحقیقی تھا۔

۳ پاشا صاحب نے 'اودھ پنچ' کے نام سے رسالہ نکالا تھا۔

۴ مختار الدین احمد صاحب کے نام نظیر صدیقی مرحوم کے ۳۳ خطوط 'ادراک شمارہ ۳' میں شایع کیے تھے۔ بعد میں یہ پاکستان میں ادراک سے ہی لے کر شائع کیے گئے۔

۵ مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ میں جوشش یا عشق عظیم آبادی کے رسالوں کا کوئی نسخہ نہیں ہے۔ میں نے مختار صاحب کو بتا دیا تھا۔ ان کے پاس دونوں کے ایک رسالے کا نسخہ تھا جس کی اساس پر انھوں نے اپنا مضمون تحقیق شمارہ ۱۴ میں شائع کرایا۔

خط:۲۵

۱ شعبہ فارسی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی جانب سے 'فارسی زبان وادب میں پروفیسر نذیر احمد کی علمی وادبی خدمات کے عنوان سے ۱۷ تا ۱۹ مئی ۲۰۰۱ء سہ روزہ سمینار منعقد ہوا تھا۔ سمینار کی کنونیر ان کی بڑی صاحبزادی پروفیسر ماریہ بلقیس تھیں جو اس وقت شعبہ کی صدارت کی ذمہ داری بھی سنبھالے ہوئی تھیں۔ مختار صاحب کے متوجہ کرنے پر سمینار کا دعوت نامہ مجھے بھیجا گیا لیکن وہ مذکورہ تاریخوں کے بعد موصول ہوئے۔

۲ مظفر حسین جوہر سیوانی (۱۹۲۵ء۔۱۹۸۴ء) معروف مزاحیہ شاعر۔ ان کا ایک شعری مجموعہ جوہر 'ظرافت' ۱۹۸۱ء میں شائع ہوا۔ شعور گوپال پوری نے ان پر ایک مختصر سا مضمون لکھا تھا جو ادراک شمارہ ۳ میں شائع ہوا۔

خط:۲۶

۱ یہ مجموعہ مضامین پروفیسر سید نذیر احمد در نظر دانشمندان کے عنوان سے پروفیسر ماریہ بلقیس نے شعبہ فارسی کی طرف سے ۲۰۰۲ء میں شائع کیا لیکن اس میں میرا کوئی مضمون نہیں ہے۔ سمینار میں پڑھے جانے والے مضامین شامل اشاعت ہیں۔

۲ پروفیسر جابر حسین معروف ادیب و شاعر و افسانہ نگار اور مجلّہ 'ترجمان' کے مدیر۔ بہار قانون ساز کونسل کے چیئر مین، ان کی فرمائش پر میں نے بہار حسین آبادی کی فارسی مثنوی 'نالہ شبگیر، (مطبوعہ پٹنہ ۱۹۹۶ء) مرتب کی تھی لیکن بدقسمتی سے کتاب کے سرورق پر میرا نام شائع نہیں ہوا۔ صرف جابر حسین صاحب کا نام ہے جب کہ اندرونی صفحات پر میرا اور ان کا نام شامل ہے۔ ایسا ہی مرتب کردہ میری ایک اور کتاب 'تاریخ کتابخانہ رضا رام پور' کے ساتھ کیا گیا۔ اس پر تحقیق کے شمارے ۱۲۔۱۳، ص ۹۸۷ پر سید جاوید اقبال صاحب کا تبصرہ ہے۔

۳ کسی مضمون کی اشاعت کی اطلاع پا کر مبارک باد دی ہے۔ میرے مضامین وہاں شائع ہوتے رہے ہیں۔

خط:۲۷

۱ حاتم کے فارسی دیوان کا ایک مخطوطہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے جس کی بنیاد پر مختار صاحب نے

دیوان کا متن مدون کیا تھا۔ میرے پاس بھیجا تھا کہ میں ایک نظر دیکھ لوں اور فارسی زبان پر ایک مقدمہ لکھ دوں۔ میں نے اپنی مصروفیات کے باعث دیوان پر نظر ثانی تو نہیں کی لیکن فارسی میں مقدمہ لکھ دیا تھا اوران کو بھیج دیا تھا۔ یہ دیوان رضا لائبریری رام پور میں شائع ہوا۔ یہ مقدمہ بہ صورت مقالہ مجلّہ قند پارسی (دہلی) شمارہ میں بھی چھپا ہے۔

۲۔ چہل حکایات (مصنفہ مقبول عالم احمد آبادی) فارسی کا ایک نسخہ علی گڑھ لائبریری کے اثاثہ کلکشن میں ہے۔ عارف نوشاہی صاحب نے اس کا متن مرتب کر کے ڈاکٹر ضیاالدین ڈیسائی صاحب کو ایک نظر دیکھنے کے لیے بھیجا تھا۔ ڈیسائی صاحب چاہتے تھے کہ نسخہ علی گڑھ سے اس متن کی مطابقت ہو جائے۔ یہ کام انھوں نے میرے حوالے کیا تھا مگر اس وقت علی گڑھ مسلم یونیورسٹی لائبریری کے قوانین کچھ ایسے تھے کہ مجھے نسخہ نہیں مل سکا۔ پھر میں واپس گوپال پور آیا اور ڈیسائی صاحب کو سارا حال لکھ بھیجا ڈیسائی صاحب نے مجھے لکھا کہ چہل حکایت کا متن میں مختار صاحب کو علی گڑھ بھیج دوں وہ یہ کام کسی سے کروالیں۔

۳۔ میں نے جان بوجھ کر لفافے پر ٹکٹ کم نہیں لگائے تھے بلکہ ڈاکخانے والے نے جتنے روپے کے ٹکٹ لگانے کو کہا لگا دیئے یہ اور بات ہے کہ ڈاک خانے والے کو معلوم نہ تھا کہ کتنے کا ٹکٹ لگنا چاہیے۔

۴۔ میں احمد آباد ۲۰۰۱ء کے اکتوبر میں گیا تھا۔ وہاں درگاہ پیر محمد شاہ لائبریری اور ریسرچ سینٹر کی جانب سے چند برسوں سے ہر سال سہ روزہ قومی سمینار گجرات کی علمی و ادبی ثقافتی تاریخی خدمات پر ہوتا ہے اس کی انتظامیہ کمیٹی میں محترم ڈیسائی صاحب بھی شامل تھے ہر سال مجھے اس سمینار میں دعوت دیتے تھے مگر دعوت قبول کرنے کے باوجود اپنی پریشانیوں کے سبب جا نہیں پا رہا تھا اس بار ڈیسائی صاحب نے ایک فقرہ لکھا تھا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں رہتی میری بڑی خواہش ہے کہ آپ سے ملاقات ہو'' اور اس کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ آپ درگاہ کے سمینار میں ضرور آیئے۔'' میں وہاں گیا۔ سمینار میں مقالہ پڑھا اور ڈیسائی صاحب کے کہنے پر دس روز رک کر درگاہ لائبریری کے فارسی مخطوطات کی فہرست جلد ے کے نصف حصے پر نظر ثانی کی۔ یہ فہرست ڈیسائی صاحب نے بنائی تھی۔ اسی سفر میں پہلی بار معروف نقاد وارث علوی صاحب سے دو تین بار ملاقات ہوئی ایک بار ان کے گھر بھی گیا۔

۵۔ ڈیسائی صاحب کے یہاں سے میں ان کے نام مشاہیر کے کچھ خطوط کا عکس لایا تھا جن میں مختار صاحب کے خطوط بنام ڈیسائی صاحب بھی تھے۔ میں نے انھیں اپنے رسالے ادراک میں شائع کرنے کے اپنے ارادے سے واقف کرایا تھا۔ انھیں خطوط پر حواشی لکھنے کی بات کہی گئی ہے۔

۶۔ موقوفات دکتر محمد افشار، تہران میرے دانشگاہ تہران کے تحقیقی مقالے 'آزاد بلگرامی کی فارسی خدمات' کو 'احوال و آثار آزاد بلگرامی' کے نام سے شائع کر رہا تھا۔ اب یہ کتاب ۲۰۰۵ء میں شائع ہوگئی۔

۷۔ آف پرنٹس کے لیے ''چاپچہ'' میں نے تہران میں نہیں سنا۔ بلکہ پہلی بار یہ متبادل سننے میں آیا ہے۔

۸۔ ڈاکٹر ضیاءالدین انصاری صاحب ڈائرکٹر خدابخش لائبریری پٹنہ، مراد ہیں۔ جب ان کا تقرر عمل میں آیا تھا اور یہ جوائن کرنے آرہے تھے تو انھوں نے مجھے خط لکھ کر اس موقع پر پٹنہ بلایا تھا۔ خط گوپال پور (سیوان) کے پتے پر لکھا گیا تھا اور میں ڈالٹن گنج تھا۔ جب گھر گیا اور ان کا خط ملا تو وہ تاریخ جو انھوں نے لکھی تھی گزر چکی تھی۔ ڈالٹن گنج

واپس ہوتے وقت میں ان سے ملنے کی غرض سے لائبریری گیا۔ ان سے ڈھیر ساری باتیں ہوئیں۔ میں نے ان کو کچھ مشورے بھی دیے۔ جو ان کے کرنے کے تھے لیکن ایک سال بیت جانے پر بھی جب ان کی طرف سے کوئی خاص کام منظر عام پر نہیں آیا تب میں نے مختار صاحب کو لکھا کہ وہ بھی لائبریری کے لیے کچھ خاص نہیں کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر حبیب الرحمان چغانی سابق ڈائرکٹر خدا بخش لائبریری کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انصاری صاحب بھی اردو کی کتابیں چھاپ رہے ہیں اور مشاعرہ کر رہے ہیں۔ لائبریری عربی اور فارسی کے مخطوطات و مطبوعات قدیم کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہے لیکن چوں کہ مذکورہ دونوں ڈائرکٹروں کا عربی فارسی سے کچھ لینا دینا نہیں ہے اس لیے ان لوگوں نے اردو میں کچھ کام ضرور کیا لیکن یہ کام خدا بخش لائبریری جیسے اورینٹل ادارے کا نہیں تھا۔ چغانی صاحب نے فیض احمد فیض پر عالمی سمینار کرایا۔ میرؔ اور فیض پر کتابیں چھپیں حد تو یہ ہے کہ ناول کے موضوع پر کتاب خدا بخش لائبریری سے شائع ہوئی لیکن اس سے بھی افسوسناک بات یہ ہے کہ ملک کے نام ور فارسی اور عربی کے اسکالروں نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔ ڈاکٹر عابد رضا بیدار صاحب نے طلسم ہوش ربا چھاپی تھی، لائبریری کو شہرت کی بلندی پر پہنچا دیا اور اسکالروں کی ضروریات علمی پورا کرنے سے کبھی دریغ نہیں کیا۔ لائبریری جرنل لگتا ہے کسی اردو کا ڈمی ترجمان ہے۔ عربی اور فارسی کے نام پر ملنے والی لاکھوں کی گرانٹ ہے میں اردو کے کاموں کا مخالف نہیں ہوں لیکن جب عربی و فارسی میں کام کی کمی ہو تو اردو میں کیجیے کس نے منع کیا ہے؟

۹ مختار صاحب اور ڈاکٹر نذیر احمد صاحب میرے ایک ایسی جگہ رہنے پر سخت بے چین تھے جہاں کسی قسم کے علمی کام کرنے کی کوئی سہولت نہیں تھی۔ وہ لوگ چاہتے تھے کہ میرا تقرر علی گڑھ یا دہلی جیسے مقامات پر کہیں ہو جائے تا کہ مجھ سے ان لوگوں نے جن علمی کاموں کی توقعات وابستہ کر رکھی تھیں، پوری ہو سکیں۔

۱۰ 'چہل حکایت' کے نسخے کی دستیابی کی اطلاع ڈیسائی صاحب کو دینے کی طرف اشارہ ہے۔

خط: ۲۸

۱ تحقیق، شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی کے شمارہ مشترکہ ۲۳-۱۲- کی جانب اشارہ ہے جس میں گوشۂ مختار شائع ہوا تھا یہ شمارہ مختار صاحب نے اپنے دستخط کے ساتھ مجھے ۴/۸/۲۰۰۵ء کو عنایت کیا تھا۔

خط: ۲۹

۱ ڈرافٹ مبلغ ایک ہزار روپیہ جس کا نمبر 067943، مورخہ ۹/ جنوری ۲۰۰۲ء

خط: ۳۱

۱ ڈاکٹر ضیاء الدین ڈیسائی صاحب کے خطوط پروفیسر نذیر احمد کے نام اور ان میں شامل ہیں۔

۲ ڈاکٹر ظفر کمالی صاحب (پ ۳/ اگست ۱۹۵۹ء) شعبۂ فارسی ذکیہ آفاق اسلامیہ کالج سیوان سے ہی وابستہ ہیں اور گوپال گنج سے آتے جاتے تھے۔ وہ راجا پور (ضلع سیوان) کے رہنے والے ہیں اور اب سیوان میں ہی رہ رہے ہیں۔ ان سے میرے قریبی تعلقات ہیں اور میرے کے خصوصی معاون و مشاورین میں ہیں۔ انھوں نے پروفیسر اعجاز علی ارشد (شعبۂ اردو پٹنہ یونیورسٹی) کی نگرانی میں احمد جمال پاشا حیات و خدمات کے موضوع پر

ڈاکٹریٹ کی ہے۔انھیں تحقیق وتنقید اور شاعری سے گہرا لگاؤ ہے۔طنزیہ اور مزاحیہ شاعری کا جتنا ستھرا اور نتھرا بلکہ بالیدہ ذوق اور شعور ان کے یہاں دیکھنے میں آتا ہے وہ عام طور پر اردو کی طنزیہ اور مزاحیہ شاعری میں کم دیکھنے میں آتا ہے۔ بزرگ شعرا اکبر الہ آبادی اور رضا نقوی واہی نیز دلاور فگار اور ظریفانہ نثر میں احمد جمال پاشا ان کے آئیڈیل ہیں۔ان کی کاوشوں سے مکاتیب ریاضیہ (۱۹۸۶ء)،ظرافت نامہ (۲۰۰۵ء) بچوں کا باغ (۲۰۰۶ء)، مکاتیب بنام حکیم مظہر (۲۰۱۰ء)،نمکدان (ظریفانہ قطعات،۲۰۱۱ء) ،رباعیاں (۲۰۱۱ء) منظر عام پر آ چکی ہیں۔ آج کل 'سارن میں ظرافت' کے موضوع پر کام کر رہے ہیں۔

خط:۳۲

ا ادراک شمارہ مختار صاحب نے جو کڑی تنقید کی تھی اسے ان کے منع کرنے پر ہی ادراک ۲ میں شایع نہیں کیا تھا۔ چونکہ پہلے اور دوسرے شمارے کی اشاعت میں کافی وقفہ لگ گیا اس وجہ سے موصوف کے ذہن سے اپنی ہی لکھی ہوئی بات نکل گئی۔اگر وہ منع نہ کرتے تو ان کا خط چاہے جتنا سخت تھا،ضرور شایع کر دیتا۔

۲ مختار صاحب کا مضمون، کچھ دیر سادات بلخ کے ساتھ، فصیح الدین بلخی نمبر کے لیے لکھوایا تھا جب یہ نمبر نکلنے میں تاخیر ہوئی تو میں نے اسے پروفیسر نادم بلخی صاحب کی شخصیت اور فن پر اپنی مرتب کردہ کتاب 'ذکر نادم بلخی' (مطبوعہ ۲۰۰۵ء) میں شایع کر دیا۔لیکن یہ طویل اور مفید مقالہ ادراک کے فصیح الدین بلخی نمبر میں بھی شایع کرنے کا ارادہ ہے۔عشق عظیم آبادی پر ان کا مضمون اس وقت میرے پاس نہیں تھا موصوف کو سہو ہوا ہے۔

۳ عشق عظیم آبادی کی واسوخت (فارسی) میں نے ادراک ۲ میں شایع کی تھی۔جس کا پہلا بند یہ ہے:

فغاں کہ آن بت نا آشنا نمی آید
بہ جان رسیدم و باز از جفا نمی آید
برحمتش بہ دل زار ما نمی آید
بلای ہجر رسید و قضا نمی آید
خدا کند کہ ز ما عشق دست بردارہ
دلی نماند کہ دیگر شکست بردارہ

کل ۹ بند ہیں

۴ مضامین عابدی سے مراد پروفیسر سید امیر حسن عابدی (م ۲۰۱۱ء) سابق صدر شعبہ فارسی دہلی یونیورسٹی کے فارسی مضامین کے مجموعے سے ہے جسے میں نے مرتب کر کے تہران سے شایع کرایا تھا۔مجموعے کا نام 'گفتار ہای نیرو ہشتی درزمینۂ ادبیات فارسی' تہران ۱۳۷۷ش۔بعد میں یہ کتاب انھیں بھیجدی۔

خط:۳۳

ا اصحاب بلخ سے مراد بلخیوں کے مضمون سے ہے جو کافی طولانی تھا۔اس کے بارے میں گزشتہ سطور میں اشارہ کیا جا چکا ہے۔

خط:۳۴

ا۔ یہ خطوط مجھے مل گئے ہیں۔

۲۔ یہ نسخہ میں نے دیکھا تھا۔ پروفیسر نثار احمد فاروقی صاحب (۱۹۳۶ء۔۲۰۰۴ء) نے اسے نسخے کے مطالعے کے بعد غالب اور وزیر علی عبرتی سے متعلق اپنا مضمون مکمل کرلیا تھا۔ جو ان کے مجموعے 'تلاش غالب' میں ہے۔

۳۔ حکیم ظل الرحمٰن صاحب پر ادراک کا خصوصی شمارہ شائع ہو رہا تھا تو ان سے ایک مضمون لکھنے کی درخواست کی تھی اور یہ بھی لکھا تھا کہ اگر نیا مضمون نہ لکھ سکیں تو ان پر اپنی کوئی پرانی تحریر ہی عنایت فرما دیجیے۔ خاص نمبر کے ساتھ حکیم ظل الرحمٰن 'حیات وخدمات' کے عنوان سے کتاب بھی منظر عام پر آئی تھی دونوں کے مواد ایک ہیں۔

خط:۳۵

ا۔ یہ کام نہیں ہوسکا اور شاید اب کبھی نہ ہوسکے کیوں کہ وہ ذخیرہ اب محفوظ نہیں رہا۔

۲۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب مراد ہیں۔

خط:۳۶

ا۔ مختار نامہ (ڈاکٹر مختار الدین احمد کے تصانیف، تاثرات اور مضامین کا توضیحی اشاریہ) مرتبین ڈاکٹر عطا خورشید ومہر الٰہی ندیم (علیگ) ناشر، علی گڑھ ہیریٹیج پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء اس کتاب پر 'ادراک ۳' میں مختصر سا تبصرہ بھی شامل ہے۔

۲۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب پر کوئی مجموعۂ مضامین شایع نہیں ہوسکا ان کے انتقال کے بعد غالب انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے 'یادگار نامۂ نذیر احمد' کے لیے مقالے طلب کیے گئے تھے۔ اسے بھی دو تین سال ہو رہے ہیں مگر ابھی تک کوئی یادگار نامہ شایع نہیں ہوسکا۔ فارس سے پروفیسر نقوی صاحب اور میں نے اپنے اپنے مضامین بھیج دیے تھے۔

خط:۳۷

ا۔ میرا فارسی میں ترجمہ کردہ مختار صاحب کا مضمون

خط:۳۸

ا۔ مجلّہ قند پارسی کی طرف سے مضمون نگاروں کو آف پرنٹ نہیں دیے جاتے۔

۲۔ جہانگیر کے کتابخانے میں اور تذکرہ خرابات۔ دونوں مجلّہ قند پارسی ہی میں شائع ہوئے۔

۳۔ پروفیسر آزرمیدخت صفوی ایڈیٹر سہ ماہی فکر ونظر، مراد ہیں۔

۴۔ میرزا عبدالعطوف محمد تقی کمال مقالہ سپرد قلم کیا تھا۔ اس کی طوالت کے پیش نظر رسالہ میں وہ شائع نہیں ہوسکتا تھا بالآخر خدا بخش لائبریری جرنل میں اشاعت پذیر ہوا۔ ڈاکٹر اسلم بیگ نے اس کا فارسی ترجمہ 'آئینۂ میراث' تہران میں شایع کرایا۔ مگر اصل مضمون نگار یعنی راقم کا نام درج نہیں کیا۔ البتہ مذکورہ رسالے کے اشارے میں ان کے نام کے ساتھ میرا نام بھی درج ہوا ہے۔

۵۔ ڈاکٹر شفیعی کدکنی، پروفیسر شعبۂ فارسی تہران یونیورسٹی، عصر حاضر کے معروف استاد، محقق اور خوش گو شاعر۔ کئی کتابوں کے مصنف ومؤلف ومصحح۔ ان کی کتاب 'شاعری در ہجوم معتقدان' سے حزیں کے احوال وآثار' کا حصہ میں

نے اردو میں ترجمہ کر کے سہ ماہی فکر و تحقیق دہلی میں شائع کرایا تھا۔اس رسالے کی طرف سے آف پرنٹس دینے کا دستور ہے۔ایک آف پرنٹ مختار صاحب کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔

٦ ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا کی کتاب تاریخ ادبیات در ایران کے اردو ترجمے کے سلسلے میں قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی کی جانب سے ترجمے کا منصوبہ محترم شمس الرحمٰن فاروقی صاحب کی دلچسپی سے منظور ہوا ہے اور راقم ہی اس کا ترجمہ کر رہا ہے۔پہلی جلد نصف ترجمہ ہوگئی ہے۔بقیہ کام جاری ہے۔

٧ رام پور رضا لائبریری کے ڈائریکٹر کے عہدے کا اشتہار۔میں نے درخواست نہیں دی تھی۔

٨ پروفیسر سید امیر حسن عابدی کے فارسی مضامین کے مجموعے 'گفتار ہای تیر و حشی در زمینۂ ادبیات فارسی مطبوعہ تہران' مراد ہے۔

خط:۴۱

١ مضمون ''پروفیسر نظیر صدیقی کے خطوط بنام مختار الدین احمد'' مطبوعہ ادراک ۳ کی طرف اشارہ ہے۔

٢ محکمۂ ڈاک کے عدم تعاون کے سبب چھوٹے چھوٹے پیکٹ بنوا کر آف پرنٹس بھیجنے کا انتظام کیا گیا تھا اور روزانہ ایک دو پیکٹ مختار صاحب کے نام بھجوائے گئے تھے۔

٣ میں نے لکھ دیا تھا کہ ۱۷۵ آف پرنٹس نکلوائے گئے ہیں۔موصوف کو یا تو میرا وہ خط نہیں ملا جس میں یہ اطلاع تھی یا پھر ان کے ذہن سے یہ بات نکل گئی۔

٤ پروفیسر نذیر احمد صاحب کو رسالہ بھیج دیا گیا تھا۔

خط:۴۲

١ شعبۂ اردو میں نہیں بلکہ شعبۂ فارسی میں لکچرر کے عہدے پر تقرر ہوا تھا۔البتہ سابقہ تجربے کے مزایا کے ساتھ۔

٢ مصحفی سیمینار میں شرکت کی تھی اور اپنا مقالہ مصحفی کی قصیدہ گوئی اور قصائد کے ایک قلمی نسخے کے تعارف پر پڑھا جو بعد کو غالب نامہ دہلی مصحفی نمبر میں شائع ہوا لیکن ادھورا۔علی گڑھ میں درمیان میں اترنا مشکل تھا اس لیے میں مختار صاحب کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔

خط:۴۴

١ پروفیسر سید بدر الحسن عابدی سابق صدر شعبۂ فارسی بنارس ہندو یونیورسٹی۔

٢ پروفیسر سید حنیف احمد نقوی سابق صدر شعبۂ اردو بنارس ہندو یونیورسٹی، معروف محقق اور غالب شناس۔

٣ سید محمد حسنین سابق صدر شعبۂ اردو مگدھ یونیورسٹی گیا (بہار)۔ان کے خطوط 'بکھرے موتی' کے عنوان سے مختار صاحب کے کہیں اور شائع کرا دیے تھے۔ایک آف پرنٹ مجھے بھی بھیجا گیا تھا سید محمد حسنین صاحب کا انتقال پاکستان میں ہی ہوا۔

خط:۴۵

١ ڈاکٹر سراج اجملی شعبہ اردو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، مراد ہیں۔

۲ قاضی عبدالودود کے خطوط بنام قیوم خضر (مدیر اشارہ) کے عنوان سے ادراک ۴ میں (قاضی صاحب کے ۵ خطوط) شائع ہوئے ہیں۔

خط: ۴۶

۱ شعبۂ اردو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے استاد مصحفی سمینار میں دہلی میں ان سے ملاقات ہوئی تھی۔

۲ پروفیسر نورالحسن نقوی مرحوم

۳ مصحفی کی خودنوشت یہ ابھی غیر مطبوعہ ہے۔

خط: ۴۷

۱ قند پارسی میں اس کا فارسی ترجمہ بھی چھپ گیا ہو۔

خط: ۴۸

۱ فہرست میں درج رسالے مضامین میرے پاس ہیں بلکہ ان کے علاوہ بھی کچھ اور مضامین ہیں۔

خط: ۴۹

۱ مطبوعہ اردو ادب علی گڑھ، جولائی۔ ستمبر ۱۹۵۴ء